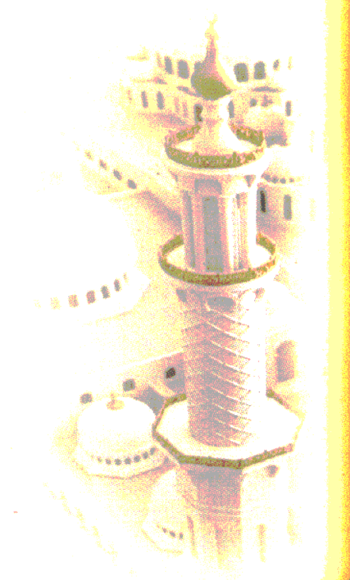
اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
FEBRUARY 2014
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 238
Regd. # SC-1177



وصایا العلماء عند حضور الموت

بنام

بوقت مرگ علماء نے کیا کہا؟



مؤلف
علامہ ابوسلیمان محمد بن القاضی عبداللہ الربعی
(المتوفی ۳۲۹ھ)

ترجمہ وتخریج وتحشیہ
علامہ مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی مدظلہ العالی
(مدرس جامعۃ النور ومفتی دارالافتاء محمدی)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

وصایا العلماء عند حضور الموت

بنام

بوقتِ مرگ علماء نے کیا کہا؟

مؤلّف

علامہ ابو سلیمان محمد بن القاضی عبد اللہ الربّعی

(المتوفی ۳۲۹ھ)

ترجمہ، تخریج وتحشیہ

علامہ مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی مدظلہ العالی

(مدرّس جامعۃ النور و مفتی دارالافتاء محمدی)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

رابطہ 021-32439799

نام کتاب : وصايا العماء عند حضور الموت

تصنیف : ابو سليمان محمد بن القاضی عبد الله الرّبعی

ترجمہ وتخریج وتحشیہ : علامہ مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی مدظلہ العالی

سن اشاعت : ربیع الاول 1435ھ۔فروری 2014ء

سلسلۂ اشاعت نمبر : 238

تعداد اشاعت : 3300

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست

پیش لفظ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

وصیت کی مشروعیت قرآن وسنت سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ﴾ الخ (النساء:۴/۱۱)

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ الخ

حدیث شریف میں ہے: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال میں ایسا بیمار ہوا کہ موت کے قریب ہوگیا، رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے پاس کثیر مال ہے، اور میرے ورثاء میں بیٹی کے سوا کوئی نہیں۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کردوں، آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: تو کیا دو ثلث کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: تو کیا آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا کہ کیا تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی مال کی وصیت کرو! اور تہائی مال بہت ہے۔ تمہارا اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ اور بلاشبہ تم اللہ کی راہ میں اللہ کی رضا کے لئے جو بھی خرچ کروگے، اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے مونھ میں اٹھا کر رکھوگے، اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔

اس رسالہ "وصایا العلماء عند حضور الموت" میں علامہ ابو سلیمان محمد بن القاضی عبداللہ الربعی نے موت کے وقت علماء کی وصیتوں کو جمع کیا ہے۔

وصیت کے لغوی وشرعی معنی، اور اس کی اہمیت، فوائد پر حضرت علامہ مفتی محمد عمران المدنی زید مجدہ نے مقدمہ میں کلام فرمایا ہے۔ نیز اس رسالہ کا ترجمہ کرکے اس پر تخریج اور حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) اس رسالہ کو مفید جانتے ہوئے اسے اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۲۳۸ ویں نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلفِ رسالہ ھٰذا، مترجم، اور جملہ ارکان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

سید محمد طاہر نعیمی مرادآبادی

مقدّمہ

وصیت رسول اللہ ﷺ کی عظیم سنت ہے، لیکن آج اس عظیم سنت کی ادائیگی سے غفلت برتی جارہی ہے، قبل اس کے کہ ہم وصیّت کی مشروعیت، اہمیّت، اور اس کے بعض فوائد کو بیان کریں، اوّلاً ہم وصیت کا لغوی واصطلاحی معنی، اور وصیّت کے بعض ضروری احکام ذکر کرتے ہیں۔وباللہ التّوفیق

وصیّت کا لغوی معنی اتصال ہے، اور وصیّت کو وصیّت اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مرنے والے کے معاملات کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ بالفاظِ دیگر وصیّت کرنے والا وصیّت کے ذریعے اپنی زندگی سے متعلق امور، اپنی زندگی کے بعد سے متصل کردیتا ہے۔ وصیّت کا شرعی معنی یہ ہے: بطورِ احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنادینا۔

وصیّت کا رکن یہ ہے کہ وصیّت کرنے ولا اس طرح کہے: فلاں شخص کے لئے میں نے اتنے مال کی وصیّت کی، وغیرہ۔

وصیّت میں چار چیزیں ہوتی ہیں (۱) موصی یعنی وصیّت کرنے والا، (۲) موصیٰ لہ یعنی جس کے لئے وصیّت کی جائے، (۳) موصیٰ بہ، یعنی جس شے کی وصیّت کی جائے (۴) وصی یعنی، وہ شخص جس کو وصیّت کی جائے۔

وصیّت کا رکن ایجاب وقبول ہے، وصیّت کرنے والے کی طرف سے ایجاب، اور جس کے لئے وصیّت کی جائے اس کی طرف سے قبول ہوتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ وصیّت قبول کرنے، نہ کرنے کا اعتبار وصیّت کرنے والے کی وفات کے بعد ہوتا ہے، جس کے لیے وصیّت کی گئی، اگر وہ وصیّت کرنے والے کی زندگی ہی میں اسے قبول کرلے، یا یارڈ کردے، تو اس کا اعتبار نہیں۔

وصیّت کا شرعی حکم یہ ہے کہ جس مال کی وصیّت کی گئی ہو، وہ اسی طرح موصیٰ لہ کی ملکیت میں داخل ہوجاتا ہے جیسا کہ بطورِ ہبہ دیا ہوا مال، ہبہ قبول کرنے والے کی ملک میں داخل ہوجاتا ہے۔

جب بندے پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو، تو وصیّت کرنا مستحب ہے۔ اور اگر بندے

کے ذمے حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہو، مثلاً اس پر فرض نمازیں باقی ہیں، یا حج فرض ہونے کے باوجود نہیں کیا۔ یا فرض روزہ ترک کیا تھا، اور اس کی قضاء کرنی تھی، اور نہیں کی، تو اس صورت میں ان امور کے لئے وصیّت کرنا واجب ہے۔

وصیّت کی چار اقسام ہیں۔(۱) واجب جیسے زکاۃ، کفارے، روزہ ونماز کی وصیّت کرنا۔ (۲) مباح مثلاً مالدار لوگوں کے لئے وصیّت کرنا۔(۳) مکروہ جیسے: فاسق وفاجر لوگوں کے لئے وصیّت جب کہ غالب گمان ہو کہ وہ اس مال کو گناہ کے کام میں استعمال کریں گے۔(۴) اس کے علاوہ کے لئے وصیّت کرنا مستحب ہے۔

مستحب یہی ہے کہ انسان تہائی سے کم مال میں وصیّت کرے، اس کے ورثاء خواہ مالدار ہوں یا محتاج ہوں۔ اور جس کے پاس کم مال ہو تو اس کے لئے یہ افضل ہے کہ وہ ورثاء ہونے کی صورت میں وصیّت نہ کرے، تا کہ تمام ہی مال ورثاء کو مل جائے۔

ثلث مال سے زیادہ کے بارے میں کی گئی وصیت نافذ نہیں ہوتی، بلکہ اس صورت میں بھی وصیّت ثلث ہی میں نافذ ہوتی ہے، لیکن اگر بالغ ورثاء موصی کی موت کے بعد اس وصیّت کو جائز کردیں، تو وہ وصیّت نافذ ہو جائے گی۔ یاد رہے عندالاحناف وارث کے لئے وصیّت کرنا جائز نہیں، لیکن اگر ورثاء بالغ ہوں تو ان کی اجازت سے وہ وصیت بھی نافذ ہو جائے گی۔

وصیّت کی مشروعیّت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾۔۔الخ (۱)

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔۔الخ

اور فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

۱۔ النسآء: ۴/ ۱۱

فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃُ الْمَوْتِ ﴾ (۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی، جب تم میں کسی کو موت آئے وصیّت کے وقت، تم میں سے دو عادل شخص ہیں یا دیگر لوگوں میں سے دو، جب تم زمین میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کی مصیبت پہنچے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال میں ایسا بیمار ہوا کہ موت کے قریب ہوگیا، رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس کثیر مال ہے، اور میرے ورثاء میں بیٹی کے سوا کوئی نہیں۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیّت کردوں، آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: تو کیا دو ثُلُث کی وصیّت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا: تو کیا آدھے مال کی وصیّت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کیا کہ کیا تہائی مال کی وصیّت کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی مال کی وصیّت کرو! اور تہائی مال بہت ہے۔ تمہارا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ اور بلاشبہ تم اللہ کی راہ میں اللہ کی رضا کے لئے جو بھی خرچ کروگے، اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں اٹھا کر رکھو گے، اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔

وصیّت کی اہمیّت

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید حضرت علامہ مولانا سیّد ظہیر احمد زیدی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیّت کی اہمیّت وافادیت کے حوالے سے جامع گفتگو کی ہے، بزرگوں کے کلام سے تبرّک کی نیت سے بالاختصار اسے ذکر کیا جاتا ہے۔

شریعت میں وصیّت کی اہمیت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو جو وصیت کر کے وفات کر گیا، متقی، شہید اور عامل بالسنۃ فرمایا، اور اسکی مغفرت کی بشارت دی۔ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے، اور شہادت کا

۲۔ المائدۃ: ۱۰۶/۵

درجہ مل جائے اور یہ بات بھی اس کے لیے کس درجہ عزت، اجر اور نیک نامی کی ہے کہ اس کے غیر وارث اعزّہ غیروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ذلیل ورسوانہ ہوں اور معاشرہ میں آبرومندانہ زندگی بسر کریں۔

وصیّت کے بعض فوائد

(۱) یہ ہے کہ متوفی کے ایسے اعزّہ جو وارثوں میں شامل نہیں ہیں، مگر نادار اور حاجتمند ہیں، ان کو اس کے مال سے نفع پہنچے، اور کسبِ معاش کے لئے سہارا مل جائے۔ جیسے: وہ بچہ جس کے باپ کا انتقال اس کے دادا کی حیات میں ہو گیا، اور دادا کا انتقال بعد میں ہوا، اور دادا نے وارثوں میں بیٹا بھی چھوڑا، تو بچہ محروم ہو جائے گا۔ اس کے لیے دادا کو انتقال سے پہلے وصیت کرنا چاہیے۔

(۲) ایسے پڑوسی، یا احباب، یا دیگر حضرات جو نہ رشتہ دار ہیں، اور نہ وارث، مگر سخت احتیاج و تنگدستی اور پریشانی میں ہیں، ان کو متوفی وصیت کے ذریعے اپنے مال کے ایک حصہ کا مالک بنا دے، اور اس طرح ان کی مدد ہو جائے۔

(۳) متوفی اگر مدرسہ، مسجد، سرائے، قبرستان یا دیگر امورِ خیر اپنی موت کے بعد بھی کرنا چاہتا ہے، اور وہ رفاہِ عامّہ اور خدمتِ خلق کے کام انجام دینا چاہے، تو بذریعہ وصیت اپنے مال کا ایک حصہ ان کی انجام دہی کے لیے مقرر کر دے، لیکن شریعت نے متوفی کو ورثاء کی موجودگی میں اپنے تمام مال کی وصیت کرنے کی اجازت نہیں دی کہ اس سے وارثوں کو ضرر پہنچتا ہے، اور ان کا حق ضائع ہوتا ہے، شریعت اسلامیہ نہ یہ اجازت دیتی ہے کہ وارث کو اس کی میراث سے محروم کر دیا جائے، نہ یہ گوارا کرتی ہے کہ اہلِ ثروت اپنے غیر وارث اعزّہ کو محتاجی و ناداری کی حالت میں چھوڑ کر وفات پائیں، بلکہ ایسے محتاج غیر وارث اعزّہ کے لیے وصیت کے ذریعے اپنے مال کا ایک حصہ ان کو پہنچا دیں۔ مسلمان اگر شریعتِ مطہرہ کے احکام کے مطابق وصیت کے طریقے کو اپنائیں، تو اس سے عظیم فائدے اور فیوض و برکات حاصل ہوں۔

وصیت کا طریقہ مغربی اقوام میں بھی رائج ہے، اگر چہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں،

اُن کی اپنی خواہشات کے مطابق ہے اسی لیے اس کا نام بھی Will جس کے معنی ہیں "خواہش" عام طور سے وہاں لوگ مرنے سے بہت پہلے Will لکھ چھوڑتے ہیں لیکن اس ول Will اور وصیت میں زبردست فرق ہے، وصیت اسلامی احکام کے مطابق ہوتی ہے اور وِل Will اپنی خواہشات نفس کے مطابق، وِل لکھنے والا قطعاً یہ نہیں سوچتا کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے وہ اخلاقی اقدار کے مطابق ہے یا نہیں۔ اس سے معاشرہ میں فلاح و بہبود آئے گی، یا تباہی و بربادی۔ اس کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا مال میرے مرنے کے بعد بھی صرف میری خواہش کے مطابق خرچ کیا جائے، اس میں وہ اچھے بُرے، جائز و ناجائز اور حرام و حلال میں کوئی فرق نہیں کرتا، جب کہ اسلام نے وصیت کرنے والے کو کچھ ہدایات دی ہیں، اور وصیت کا مقصد معاشرہ کی فلاح اور اعمالِ خیر کا اجراء مقرر کیا ہے۔ اسی لیے اس نے معصیت کے کاموں کے لیے اور معاشرے کو بگاڑنے والی چیزوں کے لیے وصیت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ (۳)

حضور ﷺ کے فرمان: "من لم یشکر النّاس، لم یشکر اللّٰه" کے تحت ناسپاسی ہوگی، اگر میں حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ مفتی عطاء اللّٰہ نعیمی صاحب (اطال اللّٰہ عمرہ) کا شکریہ ادا نہ کروں، کیونکہ قبلہ مفتی صاحب ہی نے فقیر کو یہ سوچ دی کہ نئی تالیف کرنے کے بجائے ہماری اوّلین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ اسلاف کے عربی زبان میں موجود وہ کتب، و رسائل جن کا ہنوز ترجمہ نہیں ہوا، انہیں اردو زبان میں منتقل کر دیا جائے، تاکہ سلف و صالحین کی علمی میراث سے اُردو دان طبقہ بھی اپنا حصّہ حاصل کر سکے، پس مفتی صاحب قبلہ کی ترغیب پر رسالۂ مذکورہ کے ترجمہ کا قصد کیا، اور بحمدہ تعالیٰ شبِ جمعہ، بوقتِ شام: ۰۰:۷، بتاریخ: ۲۳/۱/۲۰۱۴، کو ترجمہ و حواشی سے فراغت پائی۔ رسالہ فقط علماء کی وصایات پر مشتمل تھا، مناسب جانا کہ جن علماء کی وصیتیں و نصیحتیں رسالہ میں مذکور ہیں ان کے مختصر حالات بھی ذکر کر دیئے جائیں تاکہ رسالہ کی افادیت بڑھ جائے۔ فللہ الحمد فی الأولیٰ و الآخرۃ

قبلہ مفتی صاحب علمی طبقے میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ انتہائی متحرک آدمی ہیں، آپ کی یومیہ علمی مصروفیات دیکھ کر آدمی بالآخر یہی کہہ سکتا ہے: **ایں سعادت بزورِ بازو**

۳۔ بہار شریعت، وصیّت کی اہمیت، ۳/۱۹/۹۳۱۔۹۳۰

نیست! آپ کی صحبت مثلِ پارس ہے کہ عام دھات کو سونا کردیتی ہے۔ اللہ تعالی اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل قبلہ مفتی صاحب کو تمام تر جسمانی، علمی، اور عقلی قُویٰ کی سلامتی کے ساتھ دین کی مزید خدمت کی توفیق دے! اور فقیر کی اس کاوش کو قبول فرمائے! اور اسے میری، میرے والدین، میرے بھائی بہن، میرے اہل وعیال، میرے جملہ اساتذہ، تلامذہ، اعزّہ، اقرباء واحباء، بالعموم تمام امّت کے لیے، اور بالخصوص میرے مرحوم دادا، دادی کے لیے بخشش و مغفرت کا ذریعہ بنائے! رَبَّنَا اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِینَ یَوْمَ یَقُومُ الْحِسَابُ

ابوحمزہ محمد عمران المدنی

حالات مؤلّف

آپ کا مکمل نام ابوسلیمان محمد بن القاضی عبداللہ بن احمد بن ربیعۃ بن سلیمان بن زبر الرّبعی ہے۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ محدّثِ دمشق تھے۔آپ زبردست حافظِ حدیث تھے۔طلبِ حدیث کے لیے آپ نے سفر بھی کئے۔آپ نے ایک موقع پر فرمایا: امام الحدیث ابوجعفر طحاوی نے میری تصانیف میں بہت سی چیزیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے،اور مجھ سے فرمایا: اے ابوسلیمان !تم دوائی دینے والے ہو،اور ہم لوگ طبیب ہیں۔ابونصر بن الجبان نے نقل کیا کہ حضرت ابو سلیمان نے فرمایا: جس سال میں نے علمی کتابوں کی تصنیف کی،اسی سال میں خواب میں دیکھا کہ گویا میں مسجد میں ایک حلقے میں ہوں جس میں ۳۲ افراد موجود ہیں،اور میں کہہ رہا ہوں کہ یہ آدم علیہ السّلام ہیں،یہ حضرت شیث علیہ السّلام ہیں،اور یہ حضرت ادریس علیہ السّلام ہیں حتّٰی کہ میں نے ۲۹ انبیاء کرام کے نام شمار کئے،جو وہاں موجود تھے،پھر میں نے کہا: یہاں موجود تمام ہی افراد نبی ہیں،سوائے میرے،اور ان دو افراد کے جو میری دائیں،اور بائیں جانب ہیں،اور وہ دونوں حضرات حضرت امام حسن،اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنھما تھے۔اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے دروازے کے پاس آیا ہوں،جو بند ہے،پھر وہ دروازہ میرے لیے کھول دیا گیا،اور میں اس میں سے ایک نورِ عظیم،اور ایک وسیع شہر،اور ایک مرد کی طرف نکلا جو کھڑا ہوا تھا،پس میں نے اس مرد کو سلام کیا،اس نے مجھے جواب دیا،پھر میں نے اس نور کا قصد کیا،تو اس میں سے ندا آئی: اے محمد بن زبر! میں آواز سن کر کھڑا ہو گیا،اور پھر میں نے عرض کیا:

انت السّلام،ومنك السّلام وأليك يرجع السّلام،تبارکت یاذالجلال والأکرام

بحالتِ نیند ہی مجھے خیال ہوا کہ جو صاحب کھڑے ہوئے تھے،وہ حضرت جبریل علیہ السّلام تھے ،پھر میں بیدار ہو گیا۔(۱)

آپ کی بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:"اخبار ابن ابی ذئب"،"ھشام بن شعبة"،

۱۔ تاریخ دمشق لابن عساکر،۶۵۰۰۰ ـ محمد بن عبداللہ بن احمد بن ربیعة،۳۱۷/۵۳

"تاریخ مولد العلماء و وفیاتهم "،"وصایا العلماء عند حضور الموت" (۲)

جن حضراتِ محدّثین سے آپ نے احادیث لیں ،ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں :ابو القاسم البغوی، محمد بن الفیض الغسانی ،سعید بن عبدالعزیز، جماہر بن محمد الزملکانی ،محمد بن خریم ،محمد بن الربیع الجیزی ،ابن ابوداود۔اور جن محدّثین نے آپ سے حدیث کو روایت کیا ،ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: تمام الرّازی،عبدالغنی بن سعید، محمد بن عوف، ابو نصر بن الجبان، محمد بن عفیف عبدالرحمٰن بن ابونصر ،احمد بن عفیف عبدالرحمٰن بن ابونصر وغیرہ۔آپ کا وصال ۳۷۹ھ۔ میں ۱۲جمادی الاوّل، بروزِ ہفتہ دن کے وقت میں ہوا۔ (۳)

آپ کے والد بھی محدّث اور عالم تھے ،ان کا مکمل نام ابو محمد عبداللہ بن احمد بن ربیعۃ بن سلیمان بن زبر الرّبعی البغدادی تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دمشق کے رہائشی تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخبار ،کتب اور سیرت کے عالم تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمِ حدیث میں کئی کتابیں تالیف کی ہیں۔آپ ۳۱۶ھ۔ میں مصر کے قاضی بنے ،ایک سال کے بعد آپ کو معزول کر دیا گیا، پھر دوبارہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحال کر دیا گیا ،اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سال تک مصر کے قاضی رہے۔آپ اپنے وقت کے زبردست عالم ،محدّث ،فقیہ تھے۔جن لوگوں نے آپ سے احادیث کا سماع کیا ،ان میں سے بعض یہ ہیں :عبّاس الدّوری ،ابوبکر الصّاغانی ،ابوداوٗد السجزی ،حنبل بن اسحاق، یوسف بن مسلّم وغیرہ۔جن حضرات نے آپ سے احادیث روایت کی ان میں سے بعض یہ ہیں: آپ کے بیٹے ابوسلیمان محمد ،الدّارقطنی ،احمد بن القاضی المیانجی ،عمر بن شاہین وغیرہ۔آپ کا وصال ۳۲۹ھ۔ میں ماہِ ربیع الاوّل میں ہوا۔ (۴)

از ابوحمزہ محمد عمران المدنی

۲۔ الأعلام للزّرکلی، العتقی ،۲۲۵/۶

۳۔ سیر اعلام النّبلاء ،۳۲۶ ۔ابن زبر محمد بن عبداللہ بن احمد ،۴۴۰/۱۶، بالزّیادہ

۴۔ سیر اعلام النّبلاء ،الطّبقۃ التّاسعۃ عشرۃ ،۱۵۴ ۔ابن زبر عبداللہ بن احمد بن ربیعۃ، ۳۱۵/۱۵

وصایا العلماء عند حضور الموت

(۱) حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس وصیت کے لائق کوئی چیز ہو، اُس کے لیے وصیت لکھے بغیر دو راتیں گزارنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

(۲) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان مرد کے پاس مال ہو، جس کے بارے میں وہ وصیت کرسکتا ہو، اس کے لیے زمانے میں کبھی بھی ایک رات گزارنا جائز نہیں، مگر یوں کہ اُس کی وصیت اُس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔ (۲)

(۳) حضرت عمیر بن ھانی عنسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: قریب ہے کہ موت، وصیّت پر سبقت کر جائے۔ (۳)

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر تھے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ فلاں شخص کا انتقال ہوگیا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: کیا ابھی وہ شخص ہمارے ساتھ نہ تھا؟ صحابۂ

۱۔ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا و قول النبی ﷺ: وصیة الرجل... الخ، برقم: ۲۷۳۸، ۲/٤

۲۔ صحیح مسلم، کتاب الھبات، باب کراھة تفضیل بعض الاولاد فی الھبة، برقم: ۱٦۲۷، ۱۲۵۰/۳

ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ نووی نے فرمایا: ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ عزیمت اور احتیاط یہ ہے کہ مسلمان کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو، یہ حکم استحبابی ہے۔ (شرح النووی علی مسلم، ۷٤/۱۱)

۳۔ کنز العمّال، کتاب الوصیّة من قسم الأفعال، برقم: ٤٦۱۱۰، ٦۲۵/۱٦

کرام علیھم الرّضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں! ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! گویا کے یہ موت محروم شخص پر غضب کرتے ہوئے اسکی پکڑ کرنا ہے، وہ محروم شخص جو کہ وصیّت کرنے سے محروم ہوگیا۔(٤)

(۵) حضرت قرۃ بن اِیاس مزنی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی موت قریب آئی، اور اُس نے وصیّت کردی، تو اُس کی وصیّت کتاب اللہ عزّ وجلّ کے حکم کے مطابق ہے۔ اُسکی یہ وصیّت زندگی میں ترک کردہ اُس کی زکاۃ کا کفارہ بن جائے گی۔ (٥)

(۶) حضرت معاویہ بن قرۃ مزنی اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی موت قریب آئی، اور اُس نے وصیّت کردی، تو اُسکی وصیّت کتاب اللہ عزّ وجلّ کے حکم کے مطابق ہے۔ اُس کی یہ وصیّت، زندگی میں ترک کردہ اس کی زکاۃ کا کفّارہ بن جائے گی۔(٦)

(۷) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں: حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت عام وصیت یہ تھی: نماز کی نگہداشت رکھنا! اور اپنے لونڈی غلاموں کا خیال رکھنا! نبی کریم ﷺ اِس بات کی تکرار فرماتے رہے حتّٰی کہ حضور ﷺ کی آواز سینے میں رہ گئی، اور حضور ﷺ زبان سے اِن کلمات کا تلفظ نہیں فرما سکے۔(٧)

(۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں: نبی پاک ﷺ وِصال سے قبل جب آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، اس وقت میں نے آپ ﷺ کو کچھ فرماتے سنا، میں نے اپنے کان حضور ﷺ کے سرِ اقدس سے قریب کرلیے آپ ﷺ بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار تھے: اے اللہ! میری مغفرت فرمادے! اور مجھ پر رحم فرما! اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کیساتھ ملادے۔(٨)

٤۔ مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد، كتاب الوصايا، باب الحثّ على الوصيّة، ١٤۔١، برقم: ٧٠٨٠، ٢٠٩/٤

٥۔ سنن ابن ماجة، كتاب الوصايا، (٣) باب الحيف من الوصيّة، برقم: ٢٧٠٥، ٩٠٢/٢

٦۔ سنن ابن ماجة، كتاب الوصايا، (٣) باب الحيف من الوصيّة، برقم: ٢٧٠٥، ٩٠٢/٢

٧۔ سنن ابن ماجة، كتاب الوصايا، باب هل أوصى رسول الله ﷺ، برقم: ٢٦٩٧، ٩٠٠/٢

٨۔ المسند للأمام أحمد بن حنبل، مسند الصّدّيقة عائشة بنت الصديق، برقم: ٢٥٩٤٧، ١٠٣/٤٣

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں: بوقتِ وصال میں نے حضور ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ کے پاس ایک برتن رکھا تھا جسمیں پانی تھا، آپ ﷺ اُس برتن میں اپنا دستِ اقدس ڈالتے، پھر پانی سے اپنے چہرۂ مبارک کا مسح فرماتے، اور عرض کرتے: اے اللہ! موت کی تکالیف پر میری مدد فرما۔(۹)

(۱۰) حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: میں نے حضرت حسن علیہ الرحمۃ کو فرماتے سنا: حضور ﷺ نے موت کی تکالیف پائیں، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ دیکھ کر کہا. ہائے یہ تکالیف! اُن کی بات سن کر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! جو تکلیف اِس وقت تمہارے والد پر ہے، اس کے علاوہ کوئی اور تکلیف تمہارے والد پر نہیں آئے گی۔ (۱۰)

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے انہی کی مثل حدیثِ پاک بیان کی اُس میں یہ الفاظ زائد ہیں: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بیٹی! تمہارے والد کے پاس وہ چیز آئی ہے، جو اللہ تعالی کسی سے ترک نہیں فرماتا (یعنی: وہ ہر مخلوق کو آتی ہے) پورا پورا اجر تو قیامت کے دن ملے گا۔ (۱۱)

(۱۱) حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ یہ بات ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''کسی نبی کی روح کو اُس وقت تک قبض نہیں کیا جاتا، جب تک وہ اپنا مقام جنّت میں نہ دیکھ لے، پھر انہیں اختیار دیا جاتا ہے۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: جب حضور ﷺ بیمار ہوئے، اور آپ ﷺ کا وقتِ وصال قریب آیا، اس وقت آپ ﷺ کا سرِ اقدس میری ران پر تھا، حضور اکرم ﷺ پر بیہوشی طاری تھی جب آپ ﷺ کو اِفاقہ ہوا، تو آپ ﷺ نے اپنی مبارک آنکھیں گھر کی چھت پر جمادیں، پھر اللہ تعالی کے حضور عرض گزار ہوئے: اے اللہ! مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں میں نے یہ الفاظ سن کر کہا: اب حضور ﷺ نے ہمیں اختیار

۹۔ سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، (٦٤) باب ماجاء في ذكر مرض رسول الله ﷺ، برقم: ١٦٢٣، ١/٥١٩

١٠۔ المسند للأمام أحمد، مسند انس بن مالك، برقم: ١٢٤٣٤، ١٩/٤٢٣

١١۔ أيضًا

نہیں کیا، اور میں نے جان لیا جو حدیث حضور ﷺ ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے، وہ خود حضور ﷺ کے بارے میں تھی۔(۱۲)

حضرت آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ السّلام کی وصیت

(۱۲) سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے وِصال کا وقت قریب آیا، تو اللہ تعالی نے جنّتی کفن، اور خوشبو حضرت آدم علیہ السّلام کی طرف بھیجے۔ جب حضرت حواء رضی اللہ تعالی عنہا نے فرشتوں کو دیکھا، تو وہ آہ وبُکا کرنے لگیں۔ یہ دیکھ کر حضرت آدم علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: مجھے جو چیز ملی ہے وہ تیرے ہی سبب ملی، اور مجھے جو چیز پہنچی، وہ تیری وجہ ہی سے پہنچی ہے۔(۱۳)

۱۲۔ صحيح البخاري، كتاب الرّقاق باب من أحبّ لقاء الله ـ الخ، برقم: ٦٥٠٩، ١٠٦/٨

۱۳۔ تاريخ دمشق لابن عساكر، حرف الالف، ٤٥٦/٧

حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق کا اللہ تعالی نے متعدد مقام پر ذکر فرمایا ہے: بے شک ہم نے تمہیں (یعنی: تمہارے باپ، آدم کو) مٹی سے بنایا۔(الحجّ: ۲۲/ ۵) اور فرماتا ہے: بے شک ہم نے انسان (یعنی: ان کی اصل، آدم علیہ السّلام کو) چپکتی ہوئی مٹی سے بنایا۔(الصّافات: ۳۷/ ۱۱) اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السّلام کو علم کے ذریعے فرشتوں پر فضیلت عطا فرمائی۔(البقرۃ: ۲/ ۳۱)، اور فرشتوں کو آپ علیہ السّلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا، سب فرشتوں نے آپ علیہ السّلام کو سجدہ کیا، شیطان نے تکبر کرتے ہوئے، سجدہ کرنے سے انکار کردیا، اور ہمیشہ کے لیے مردود ہوگیا۔(البقرۃ: ۲/ ۳٤) اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السّلام، اور ان کی زوجہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا کو جنّت میں سکونت عطا فرمائی، اور جنّت میں ایک درخت کے پاس جانے سے منع فرمایا،(البقرۃ: ۲/ ۳۵) حضرت آدم علیہ السّلام کو اس حوالے سے نسیان ہوا، اور آپ علیہ السّلام نے اس درخت میں کھالیا،(طہ: ۲۰/ ۱۱۵) اور پھر اللہ تعالی نے اپنے فرمان: بے شک میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔(البقرۃ: ۲/ ۳۰) کے مطابق آپ کو، اور آپ علیہ السّلام کی زوجہ کو زمین پر اتار دیا۔(طہ: ۲۰/ ۱۲۳) حضرت آدم علیہ السّلام کا درخت میں سے کھانا، اگرچہ نسیان کی بناء پر تھا، لیکن اس کے باوجود آپ علیہ السّلام اپنے اس فعل کی بناء پر بہت زیادہ آہ وزاری کرتے رہے، اور اللہ تعالی سے استغفار کرتے رہے، پھر آپ علیہ السّلام نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں سیدنا محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی، اور اللہ تعالی نے آپ علیہ

حضرت نوح علیٰ نبیّنا وعلیہ السّلام کی وصیّت

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں حضرت نوح علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوۃ والسّلام کی وصیّت کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام علیہم الرّضوان عرض گزار ہوئے: کیوں نہیں! ارشاد فرمایا: حضرت نوح علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوۃ والسّلام نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: میں تمھیں دو چیزوں کی وصیّت کرتا ہوں، اور دو چیزوں سے روکتا ہوں۔ (۱٤)

(۱۴) حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت نوح علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلاۃ والسّلام نے اپنے بیٹے کو وصیّت کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں کوئی لمبی چوڑی وصیت نہیں کروں گا کہ اُسے یاد رکھنے میں تمہیں دشواری ہو، دو چیزیں ہیں جنھیں سُن کر اللہ تعالیٰ اور اُس کی نیک مخلوق خوش ہوتی ہے اور دو چیزیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اُس کی نیک مخلوق ناراض ہوتی ہے۔ تو وہ دو چیزیں جنہیں سن کر اللہ تعالیٰ اور اُس کی نیک مخلوق خوش ہوتی ہے۔ اُن میں سے پہلی چیز "لا الٰہ الا اللّٰہ" کی گواہی دینا ہے کہ بلاشبہ زمین وآسمان اور اُن کے درمیان جو کچھ ہے، اگر وہ تمام مل کر ایک زنجیر کا حلقہ بن جائے، تو یہ گواہی اُس حلقہ کو توڑ دے گی۔ اور اگر زمین وآسمان اور اُن کے درمیان جو کچھ ہے، وہ ایک پلڑے میں اور

السّلام کی دعا کو قبول فرمایا۔ (البقرۃ: ۲/۳۷) اور پھر آپ علیہ السّلام کی ملاقات حضرت حواء سے ہوئی، حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیس یا چالیس بار حاملہ ہوئیں، ہر حمل میں دو بچوں کی ولادت ہوتی، ایک لڑکا، اور ایک لڑکی، اور وہ آپس میں بہن بھائی ہوتے، دوسرے حمل میں پیدا ہونے لڑکے، اور لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا جاتا، یوں اللہ تعالیٰ نے انسانی نسل بڑھنے کا اہتمام فرمایا۔ (حاشیۃ الصّاوی علی الجلالین ،تحت الآیۃ :وبثّ منهما رجالًا كثيرًا ونساءً) حضرت آدم علیہ السّلام نے کپڑا بننے کا کام کیا، اور آپ علیہ السّلام نے کھیتی باڑی بھی کی۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے وصال کے بعد آپ علیہ السّلام کا جسم خانۂ کعبہ لایا گیا، اور فرشتوں نے حضرت جبرائیل علیہ السّلام کی امامت میں جنازہ پڑھا، اور حضرت آدم علیہ السّلام کی قبر انور مسجدِ خیف کے قریب بنائی گئی۔ (تفسیر عزیزی)(الدّرّ المنثور، ۱/۱۵۱)

۱٤۔ کشف الأستار، کتاب الأذکار ،باب فضل لاالٰہ الا اللّٰہ ،برقم: ۳۰۶۹، ۴/۷

دوسرے پلڑے میں یہ کلمہ ہو،تو کلمہ والا پلڑا زمین وآسمان والے پلڑے پر غالب آجائے گا۔اور (دوسری چیز) ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ہے کہ یہ مخلوق کی صلاۃ ہے۔اور اسی کی برکت سے اُنہیں رزق ملتا ہے۔اور وہ چیزیں جن سے اللہ تعالیٰ،اور اس کی ساری مخلوق ناراض ہوتی ہے،وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،اور تکبر کرنا ہے۔یہ سُن کر صحابہ کرام علیہم الرّضوان میں سے ایک شخص نے عرض کیا:یا رسول اللہ!میں پسند کرتا ہوں کہ میری سواری عمدہ ہو،میرا کھانا عمدہ ہو،میرے چابک کا تسمہ عمدہ ہو،میرے جوتے کا تسمہ عمدہ ہو۔فرمایا:نہیں!بلکہ تکبّر یہ ہے کہ تم حق کو نہ مانو،اور لوگوں کو حقیر سمجھو۔(١٥)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیّت

حضرت ابوالملیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:جب حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وِصال کا وقت قریب آیا،تو اُنہوں نے حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

١٥۔ أیضًا

حضرت نوح کا نسب یہ ہے:نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ۔اخنوخ حضرت ادریس کا نام ہے۔(مدارك التّنزيل،سورة الأعراف، تحت قوله:ولقد ارسلنا نوحًا،١/٥٧٦) آپ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی ہیں،آپ علیہ السّلام نے چالیس سال کی عمر میں اعلانِ نبوت کیا،٩٥٠ سال تک آپ علیہ السّلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی۔(العنكبوت:٢٩/١٤)،آپ علیہ السّلام کی کل عمر ١٠٥٠ تھی،آپ علیہ السّلام طوفان کے بعد ٦٠ سال حیات رہے۔(مدارك التّنزيل،سورة العنكبوت: تحت قوله:ولقد ارسلنا نوحًا،٢/٦٦٨) آپ علیہ السّلام کی شبانہ روز کوششوں کے باجود بھی کچھ افراد کے علاوہ آپ علیہ السّلام کی قوم ایمان لے کر نہیں آئی،اور آپ علیہ السّلام کو جھٹلاتی رہی،آپ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے قوم کی ہلاکت کی دعا کی۔(نوح:٧١/٢٦) اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السّلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا،آپ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کشتی بنائی،(هود:١١/٣٧) اور کشتی میں اہلِ ایمان اور تمام ہی جانداروں کے ایک جوڑے کو بھی کشتی میں داخل کرلیا،(هود:٧١/٤٠) اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پانی کھول دینے کا حکم دیا،سب کفار غرق ہوگئے،(قمر:٥٤/١٢-١١) آپ علیہ السّلام کی قبر مبارک چاہِ زمزم اور رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہے۔(الدّرّ المنثور:١/١١٣)

طرف پیغام بھجوایا، اُن کے حاضر ہونے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں تمھیں وصیّت کرتا ہوں، اگر تم میری وصیّت کو قبول کرو۔ بلاشبہ رات میں اللہ تعالیٰ کے کچھ حقوق ہیں ،جنہیں وہ دن میں قبول نہیں کرے گا۔ اور یقیناً دِن میں اللہ تعالیٰ کے کچھ حقوق ہیں، جنہیں وہ رات میں قبول نہیں کرے گا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نفل قبول نہیں کرتا، جب تک فرض کو ادا نہ کرلیا جائے۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ پلّہ اُن کا بھاری ہے، جنکی دنیا میں اتباعِ حق کے سبب، آخرت میں تولیں بھاری ہوں گی. اور میزان اُن کے حق بھاری ہو جائے گا۔ اور میزان کا حق یہ ہے کہ اُسمیں وہی حق رکھا جائے، جو اُسے بھاری کردے۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اُس کا پلّہ ہلکا ہے، جنکی دنیا میں اِتباعِ باطل کرنے کے سبب آخرت میں تولیں ہلکی ہوں گی۔ اور میزان اُن کے حق میں ہلکا ہو جائے گا اور (اُن کے) میزان کا حق یہ ہے کہ اُس میں باطل ہی رکھا جائے کہ وہ ہلکا پڑ جائے۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ شدّت کو نازل کرتے وقت، آیتِ رجاء کو بھی نازل فرمایا۔ اور آیتِ رَجاء کو نازل کرتے وقت آیتِ شدّت کو بھی نازل فرمایا، تا کہ بندہ پُر امید بھی رہے اور خائف بھی، اور خود اپنے آپ کو اپنے ہاتھ سے ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ سے سوائے حق کے کچھ تمنّا نہ کرے۔ اگر تم میری اِس وصیّت کو یاد رکھو گے، تو موت سے بڑھ کر کوئی دوسرا اجنبی تمہیں محبوب نہ ہوگا۔ اور (یاد رہے) موت سے چھٹکارا نہیں۔ اور اگر تم نے میری اِس وصیّت کو ضائع کردیا، تو موت سے زیادہ کوئی دوسرا اجنبی تمہیں ناپسند نہیں ہوگا۔ (١٦)

(١٦) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: مجھ سے میرے والدِ ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: تم نے کس چیز میں رسول اللہ ﷺ کو کفنایا؟ میں نے عرض کیا: تین کپڑوں میں۔ ارشاد فرمایا: میرے اِن دو کپڑوں کو دیکھ لو! انہیں دھولینا! وہ دونوں کپڑے پیوندار تھے۔ پھر فرمایا: میرے کفن کے لیے ایک ستھرا کپڑا خرید لینا! اور مہنگا مت خریدنا! میں نے عرض کیا: ابّا جان! ہم کشادگی میں ہیں، ہم پر وُسعت کردی گئی ہے۔ یہ سُنکر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! زندہ شخص، میّت کے مقابلے میں نئے کپڑے پہننے کا زیادہ حقدار ہے۔ اور یہ کفن تو خون و پیپ سے آلودہ ہوکر رہ جائے گا۔ (١٧)

١٦۔ تاریخ دمشق لابن عساکر ،حرف العین ،عبداللہ یقال عتیق عثمان بن قحافۃ ،٤١٤/٣٠

١٧۔ الطّبقات الکبریٰ ،ابو بکر الصّدّیق ،ذکر وصیّۃ أبی بکر ،١٥٣/٣

(۱۷) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وِصال قریب آیا تو اُنہوں نے کسی کو حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لیے بھیجا تا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں وصیّت کر سکیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جان لو! بلاشبہ رات میں اللہ تعالیٰ کے کچھ حقوق ہیں، جنہیں وہ دن میں قبول نہیں کرے گا۔ اور جان لو کہ نفل کو قبول نہیں کیا جاتا، جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔ اور جان لو! اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنّت کا تذکرہ، اُنکے بہترین اعمال کے ساتھ فرمایا ہے۔ کوئی کہنے والا کہے گا: اُن کے سے اَعمال مجھ سے کہاں واقع ہوئے ہیں۔ اور یہ اس لیے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بُرے اَعمال سے درگزر فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے برے اعمال پر انہیں ملامت نہیں فرمائی۔ اور جان لو! اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کا ذکر اُن کے بدترین اعمال کیساتھ فرمایا ہے۔ اور کوئی کہنے والا کہے گا: باعتبارِ عمل میں اُن لوگوں سے بہتر ہوں۔ اور یہ اِس لیے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بہترین اَعمال اُن پر ردّ کر دیئے، اُنہیں قبول نہیں فرمایا۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ شدّت کو نازل کرتے وقت آیتِ رجاء کو بھی نازل فرمایا۔ اور آیتِ رجاء کو نازل کرتے وقت آیتِ شدّت کو بھی نازل فرمایا۔ تا کہ مومن پُر امید بھی رہے اور خائف بھی۔ تا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں، اپنی ذات کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اور جان لو! پلّہ اُن کا بھاری ہے، جن کی تولیں دنیا میں اِتّباعِ حق کرنے کے سبب، آخرت میں بھاری ہوں گی، اور اُن کا پلّہ بھاری ہوگا۔ اور جان لو! پلّہ اُن کا ہلکا ہے جنکی دنیا میں باطل کی پیروی کرنے کے سبب آخرت میں تولیں ہلکی ہوں گی، اور اُن کا پلّہ ہلکا ہوگا۔ تو اگر تم میری یہ وصیّت قبول کرلو گے، تو موت سے بڑھ کر کوئی چیز تمھیں محبوب نہ ہوگی۔ اور اُس کی ملاقات کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ اور اگر تم نے میری اِس وصیت کو ضائع کر دیا، تو پھر موت سے بڑھ کر کوئی چیز، تمھارے نزدیک مبغوض نہ ہوگی، اور تم موت سے بچ نہیں سکو گے۔ (۱۸)

(۱۸) حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے والدِ گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی یہ وصیت تحریر فرمائی: بسم اللہ الرّحمن الرّحیم یہ وہ باتیں ہیں جن کی ابو بکر بن ابو قحافہ نے دنیا سے جاتے ہوئے وصیّت کی اُس وقت کہ جب کافر بھی ایمان لے آتا ہے

۱۸۔ تاریخ دمشق لابن عساکر ،حرف العین ،عبداللہ یقال عتیق عثمان بن قحافۃ ، ۳۰/۴۱۴

،اور فاجر بھی باز آجاتا ہے۔اور جھوٹا سچ کہتا ہے۔ میں تم پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بناتا ہوں۔تو اگر وہ عدل سے کام لیں،اور میرا اُن سے یہی گمان ہے،اور مجھے اُن سے یہی اُمید ہے۔اور اگر وہ ظلم ڈھائیں اور بدل جائیں،تو مجھے غیب کا علم نہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ﴾ (۱۹)

ترجمہ:مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے،اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کی، اور بدلہ لیا بعد اِس کے کہ اُن پر ظلم ہوا۔اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔حضرت ابو سلیمان بن زبیر علیہ الرحمۃ کا بیان ہے:جن صاحب نے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیّت لکھی وہ حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔(۲۰)

۱۹۔ الشعراء: ۲۶/۲۲۷

۲۰۔ تاریخ دمشق لابن عساکر ،حرف العین ،عبداللہ یقال عتیق عثمان بن قحافۃ، ۳۰/۴۱۴

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل نام عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب ہے۔آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب ہے۔آپ کی ولادت عام الفیل کے ڈھائی سال بعد مکّہ میں ہوئی،اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لانے میں سب پر سبقت کرنے والے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے ساتھ طویل عرصہ تک مکہ میں اقامت اختیار کی،اور حضور ﷺ کے ساتھ ہی ہجرت کی اور آپ حضور ﷺ کے یارِ غار ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ہر موقعہ پر نبی پاک ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔اور آپ تمام ہی غزوات میں شرکت کی۔اور حضور ﷺ کے وصالِ باکمال کے بعد آپ ۱۱ھ۔۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر مسلمانوں کے خلیفہ بنے،مسلمانوں نے آپ کو خلیفہ الرسول کا لقب دیا،آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبد اللہ تھا،لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آپ کا لقب عتیق غالب تھا۔حضور ﷺ نے آپ کو جہنم سے آزاد ہونے کی خوشخبری دی،اسی مناسبت سے آپ کو عتیق کہا جاتا تھا۔آپ کے فضائل وکمالات شمار سے باہر ہیں مختصراً آپ کا مقام یوں بیان کی جاسکتا ہے کہ آپ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲ سال ۷ ماہ تک خلافت کی ذمہ داری اٹھائی۔اور آپ

ابو حفص حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۱۹) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حملہ میں زخمی ہوئے، تو میں نے اُن کا سرِ اقدس اپنی گود میں لے لیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: میرا سر زمین پر رکھ دو! حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے گمان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخم کی تکلیف محسوس کر رہے ہیں، اس لیے یہ بات کہہ رہے ہیں۔ میں نے اُن کے حسبِ حکم کام نہیں کیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تیری ماں نہ ہو! (لا امّ لك یہ کلمہ بطورِ مذمت کہا جاتا ہے) میرے رُخسار کو زمین پر رکھ دے! میری اور میری ماں کی ہلاکت ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت نہ فرمائی۔ (۲۱)

(۲۰) حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں: آپ فرماتے ہیں: جس مرض میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا، اُس میں آپ کا سرِ اقدس میری ران پر تھا۔ اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: میرا سر زمین پر رکھ دو! تو میں نے عرض کیا: حضور! اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک زمین پر ہو، یا میری ران پر۔ یہ سُن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تیری ماں نہ ہو! میرا سر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال زہر کی وجہ سے ہوا۔ کسی نے آپ کو کھانے کے لیے بطورِ ھدیہ خزیرہ (قیمہ جس میں دلیہ ڈالا گیا ہو) بھجوایا تھا، آپ نے اور حضرت کلدۃ بن حارث نے اس میں سے کھایا، حضرت کلدۃ طبیب تھے، جب انہوں نے اس میں سے کھایا، تو کہا: اپنا ہاتھ اٹھا لیجیے! اس میں زہر ملا ہوا ہے، جو کھانے سے ایک سال میں موت واقع ہوجاتی ہے۔ بہر حال اس کھانے کی وجہ سے دونوں حضرات علیل ہوگئے اور سال مکمل ہونے کے بعد ایک ہی دن دونوں کا وصال ہوگیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال پیر کے دن جمادی الاوّل کے مہینے میں ۶۳ سال کی عمر میں ۱۳ھ میں ہوا۔ آپ کا جنازہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات کے وقت حضور ﷺ کے پہلو میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفن کیا۔ (الاصابة فی تمییز الصّحابة، ذکر من اسمه عبد اللہ، ۴۸۳۵، عبد اللہ بن عثمان بن عامر، ۱۴۵/۴ بالزّیادة)

۲۱۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، حرف العین، عمر بن الخطّاب بن نفیل، ۴۴۵/۴۴

زمین پر رکھ دے۔ تو میں نے حسبِ حکم اُن کے سرِ مبارک کو زمین پر رکھ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میری اور میری ماں کی ہلاکت ہوگی! اگر میرے ربّ نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔(۲۲)

(۲۱) امام شعبی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاتلانہ حملہ میں زخمی ہوئے، تو حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے امیر المومنین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں نے کفر کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت ایمان لے آئے۔ جب لوگوں نے حضور ﷺ کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیے، اُسوقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی معیت میں جہاد کیا۔ اور اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت نصیب ہو رہی ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دو اَفراد کا بھی اختلاف نہیں ہوا۔ حضور ﷺ نے اِس حال میں وفات پائی کہ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی تھے۔ یہ باتیں سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: اپنی اِن باتوں کو میرے سامنے دُہراؤ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اُن باتوں کو دُہرادیا۔ یہ باتیں سن کر (بطورِ عجز و اِنکسار) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ شخص دھوکے میں مبتلا ہوگا، جسے تم بیجا (اُسکے نیک اعمال کی) اُمیدیں دلاؤ گے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس وہ سب کچھ ہوتا، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، یا غروب ہوتا ہے، تو بروزِ قیامت اُٹھائے جانے کے خوف سے، میں وہ سب کچھ فدیہ میں دے دیتا۔(۲۳)

(۲۲) حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنّت کی خوشخبری مبارک ہو! یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابنِ اُمّ مُغیرہ! تمھیں کیسے معلوم ہوا؟ اُس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر مشرق سے لیکر مغرب تک کے درمیان جتنی اشیاء ہیں، سب میری ہوتیں، تو میں وہ سب قیامت کے دن کی ہولناکی سے بچنے

۲۲۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، حرف العین، عمر بن الخطّاب بن نفیل، ۴۴/۴۴۵

۲۳۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، حرف العین، عمر بن الخطّاب بن نفیل، ۴۴/۴۴۵

کے لیے فدیہ میں دے دیتا۔(٢٤)

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیّت

(۲۳) حضرت علاء بن فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ گرامی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا، تو لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خزانوں کی تلاش شروع کر دی، اُن لوگوں نے اس میں ایک مقفل صندوق پایا۔ جب اُس صندوق کو کھولا گیا، تو اُس میں اُنہوں نے ایک ڈبا پایا، جس میں ایک ورق رکھا تھا، جس پر لکھا تھا: یہ عثمان بن عفان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وصیت ہے: بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم! عثمان بن عفان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اُس کے بندے، اور رسول ہیں۔ اور جنّت حق ہے۔ اور دوزخ حق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُس دن کے جس کے آنے میں کچھ شبہ

٢٤۔ أیضًا

آپ کا مکمل نام عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزّی ہے۔ آپ کی کنیت ابو حفص ہے۔ آپ کی والدہ کا نام حَنْتَمَہ بنت ھشام بن مغیرۃ ہے۔ آپ کی والدہ حنتمۃ ابوجہل کی بہن تھی، اور ابو جہل آپ کا ماموں تھا۔ آپ کی ولادت عام الفیل کے ۱۶ سال بعد ہوئی اور حضور ﷺ کی بعثت کے وقت آپ کی عمر ۲۴ سال تھی۔ زمانۂ جاہلیّت میں سفارت کی ذمہ داری آپ کے پاس تھی۔ اسلام لانے سے قبل آپ اسلام کے شدید دشمن تھے۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو تقویت حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ نے آپ کے اسلام کے لیے دُعا کی جس کی برکت سے آپ اسلام لے کر آئے۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں نے اعلانیہ طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اس وقت حضور ﷺ نے آپ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔ حضرت عمر نے دس سال سے زائد عرصہ تک خلافت کی۔ آپ کا دورِ خلافت اسلام کا زریں دور تھا۔ ۲۳ھ۔ بدھ کے دن ذی الحجّہ کے مہینے میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ آپ کا جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین یکم محرّم الحرام میں حضور ﷺ کے پہلو میں ہوئی، بوقتِ وصال آپ کی عمر ٦۹ سال تھی۔ (الاصابة فی تمییز الصّحابة، ذکر من اسمه عمر، عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی، ٤/٤٨٥ بالزّیادة)

نہیں، مُردوں کو قبروں سے اٹھائے گا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ اِسی وصیت پر عثمان بن عفّان زندہ ہے۔ اور اِسی پر مرے گا۔ اور اِسی پر اٹھایا جائے گا۔ ان شاء اللہ (۲۵)

حضرت علی بن اَبی طالب کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی وصیّت

(۲۴) امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جب حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ

۲۵۔ تاریخ دمشق لابن عساکر، حرف العین، عثمان بن عفّان، ۴۰۱/۳۹

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا مکمل نام حضرت عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی ہے۔ آپ کی ولادت عام الفیل کے ۶ سال بعد ہوئی۔ حضرت عثمان کا سلسلۂ نسب عبد مناف میں حضور علیہ السلام کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمرو ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا لقب ذوالنورین ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی دعوت پر ایمان لے کر آئے، آپ رضی اللہ تعالی عنہ اسلام لانے والے چوتھے فرد تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ صاحب الھجر تین ہیں حضور علیہ السلام کی دو شہزادیاں یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے نکاح میں آئیں۔ پوری انسانی تاریخ میں فقط آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ایک نبی کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے نکاح میں آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ جنگِ بدر میں حضرت رقیہ کی تیمارداری کرنے کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے، اس کے باوجود حضور علیہ السلام نے آپ کو اصحابِ بدر میں شامل رکھا، اور مالِ غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کی حضور علیہ السلام نے پہلے ہی پیش گوئی فرما دی تھی آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے اللہ تعالی کے فرشتے بھی حیاء کرتے تھے۔ بیعتِ رضوان کے وقت حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے تین دن کے بعد محرم الحرام میں ہفتہ کے دن ۲۴ھ۔ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کی گئی۔ آپ نے ۱۲ سال تک خلافت کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۸ یا ۱۷ ذوالحجہ ۳۵ھ میں باغیوں نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو مدینۂ منورہ میں آپ کے گھر کا محاصرہ کر کے شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو رات کے وقت جنّت البقیع میں دفن کیا گیا، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا جنازہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ، یا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ، یا مسور بن مخرمۃ رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑھایا۔ بوقتِ شہادت آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ (اسد الغابۃ، حرف العین، باب العین والثاء ۳۵۸۹۔ عثمان بن عفان، ۵۷۸/۳۔ ۵۸۷ بالزیادۃ)

تعالیٰ وجہہ الکریم کو وہ ضرب کاری لگائی گئی، جسکے سبب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وِصال ہوا، تو اُس حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: مجھے زخمی کرنے والے شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض گزار ہوئے: ہم نے اُسے پکڑ لیا ہے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اُسے کھانے میں سے کھلاؤ اور میرے پینے کے پانی سے پلاؤ. اگر میں زندہ رہا، تو اُس کے بارے میں اپنی رائے کے مطابق عمل کروں گا۔ اور اگر میں مر جاؤں، تو اُسے ایک ہی وار میں مار ڈالنا! اُس پر ایک سے زیادہ وار مت کرنا! پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دینے کی، اور گراں قدر کفن نہ خریدنے کی وصیت کی، اور ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کفن کے معاملے میں غلو نہ کرو کہ بلاشبہ یہ بہت تیزی سے سلب کر لیا جاتا ہے۔ (۲۶)

پھر فرمایا: مجھے دو چالوں کے درمیانی والی چال کے مطابق لیکر چلنا۔ نہ تو مجھے تیزی سے لیجانا، اور نہ سُست روی سے۔ اگر میرا ٹھکانہ بہتر ہے، تو مجھے جلدی اس کی طرف لیے جا رہے ہو۔ اور اگر وہ بُرا ہے، تو تم مجھے (جلد) اپنے کندھوں سے اُتار رہے ہو گے۔ (۲۷)

۲۶۔ سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في الكفن، برقم: ۳۱۵٤، ۱۹۸/۳

۲۷۔ حضرت علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب آپ کے والد ابو طالب کا نام عبد مناف تھا۔ اور آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے۔ ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کیا کرتے تھے، لیکن انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت بھی کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مدینہ منوّرہ میں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر میں خود اتر کر لیٹے، اپنا قمیص عطا فرمایا، اور ان کے لیے دُعا کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی ہاشمی خاتون تھیں، جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت علی کی ولادت اعلان نبوت سے دس سال قبل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالحسن تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو تراب کنیت عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کنیت ابو قضم بھی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو انعامات فرمائے، ان میں ایک انعام یہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تربیت حاصل کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام ہی غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر

جگر گوشۂ رسول، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وصیت

(۲۵) حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

حضور علیہ السلام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہوں کہ تم میرے ساتھ اس طرح ہو، جس طرح حضرت ہارون (علیہ السلام) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ تھے۔ حضور علیہ السلام نے اپنی شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرایا۔ حضور علیہ السلام نے اکثر مواقع پر عَلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ جتنے فضائل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منقول ہیں اتنے کسی اور صحابی کے منقول نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور بہادری مشہور تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو شوریٰ انتخابِ خلیفہ کے لیے بنائی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے ایک رکن تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام نے جنگِ خیبر کے دن عَلم عطا فرمایا، اللہ ورسول کے راضی ہونے کی بشارت دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب پہلوان کو اس کے خون میں نہلایا۔ مؤاخات قائم کرتے وقت حضور علیہ السلام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا بھائی بنالیا۔ ہجرت کے وقت حضور علیہ السلام نے آپ کو اپنی جگہ بستر پر سلایا، اور اہلِ عرب کی امانتیں لوٹانے کی ذمہ داری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بحالتِ جنابت مسجد میں داخلہ کو حلال فرمادیا۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو مدینۃ العلم کا دروازہ قرار دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ رداء میں سے ہیں، حضور علیہ السلام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنی چادر میں لے کر فرمایا تھا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ایمان کی علامت، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض نفاق کی علامت قرار دی گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام نے ہر مسلمان کا ولی قرار دیا۔ بوقتِ شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۶۳ یا ۶۵ سال تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت ۶ سال پر مبنی ہے۔ ۴۰ھ۔ رمضان کی ۲۱ ویں شب بروزِ جمعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا، اور ہفتے کے دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا، آپ کا نمازِ جنازہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا۔ (الاصابة في تمييز الصحابة، باب العين، العين بعدها اللام، علي بن ابي طالب الهاشمي، ۴/۴۶۴۔۴۷۰)

عنہا کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پانی منگوایا، اور اُس سے غُسل کیا، پھر خوشبو منگوائی اور از خود خوشبو لگائی، پھر اپنے کفن کا لباس منگوا کر پہن لیا، پھر فرمایا: جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے حرکت مت دینا! میں نے حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: کیا تمھیں کسی دوسرے شخص کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے جس نے سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسا عمل کیا ہو؟ یہ سُن کر انہوں نے کہا: ہاں! حضرت کثیر بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا تھا، اور انہوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا: کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس روایت کی کچھ اصل نہیں۔ اور اِس باب میں درست یہ ہے جو میں بیان کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات توفیق دینے والی ہے۔

(۲۶) حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیّت کی تھی کہ اُنہیں اُن کے شوہر حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا غسل دیں۔ چنانچہ حسبِ وصیّت انہوں نے سیّدہ کو غسل دیا۔ (۲۸)

۲۸۔ عندالاحناف مرد اپنی فوت شدہ زوجہ کو غُسل نہیں دے سکتا۔ حضرت علی کا حضرت فاطمہ کو غسل دینا سیّدہ، اور حضرت علی کے خواص میں سے ہے۔ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی ولادت حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے ساڑھے سات سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی شہزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگِ احد کے بعد ۱۵ سال کی عمر میں ہوا۔ حضور ﷺ کی اولادِ اطہار کا سلسلہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے چلا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو شے اسے خوش کرتی ہے، وہ مجھے خوش کرتی ہے۔ اور جو شے اسے ایذاء دیتی ہے، وہ مجھے ایذاء دیتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کی چال حضور ﷺ سے مشابہ نہیں تھی۔ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں، تو حضور ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: مرحبا! میری بیٹی! پھر حضور ﷺ نے آپ کو پنے دائیں یا بائیں بٹھایا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ سرگوشی کی، جسے سن کر آپ رونے لگیں۔ پھر حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ سرگوشی کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنسنے لگیں۔ میں نے حضرت فاطمہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۲۷) حضرت سلمان علیہ رحمۃ المنان بیان فرماتے ہیں: جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے ارشاد فرمایا: میری پوشیدہ رکھی ہوئی چیز لے آؤ! تو وہ مشک کی ایک تھیلی لے آئیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

رضی اللہ تعالی عنھا سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا تھا؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کر سکتی۔ حضور ﷺ کے وصالِ باکمال کے بعد میں نے اس بارے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا سے پوچھا، تو آپ رضی اللہ تعالی عنھا نے بتایا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ہر سال جبرائیل میرے ساتھ قرآن کا ایک دور کرتے ہیں، اس سال انہوں نے میرے ساتھ قرآن کے دو دور کیے ہیں مجھے لگتا ہے کہ میرا وقت آچکا ہے، اور میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی، اور میں تمہارے لیے کیا ہی اچھا آگے جانے والا ہوں۔ یہ سن کر میں رونے لگی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہوا؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! تم جس پر غضبناک ہوتی ہو، اللہ تعالی اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ اور جس سے تم راضی ہوتی ہو، اللہ تعالی اسے راضی ہوتا ہے۔ جب حضور ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کا بوسہ لیتے۔

جب قیامت کا دن ہوگا حجاب کے پیچھے سے ایک منادی نداء کرے گا: اے اہلِ محشر! اپنی نگاہوں کو جھکالو اب فاطمہ بنت محمد رضی اللہ تعالی عنھا گزر رہی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کا وصالِ باکمال حضور ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ہوا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنھا کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا حتّی کہ آپ رضی اللہ تعالی عنھا کا بھی انتقال ہوگیا۔ آپ وہ پہلی خاتون تھیں جن کی نعش مبارک کو ڈھانپا گیا۔ آپ کا نمازِ جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑھایا۔ آپ کی قبر میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ، اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ، اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ اترے۔ اور آپ رضی اللہ تعالی عنھا کو آپ کی وصیت کے مطابق رات میں دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنھا کا وصال ۲۸، ۲۹، یا ۳۰ سال کی عمر میں ۱۱ھ میں ماہ رمضان المبارک میں ہوا۔ اور آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ (اسد الغابۃ، کتاب النّساء، حرف الفاء، ۷۱۸۳: فاطمۃ بنت رسول اللہ ﷺ ۲۱۶/۷۔۔۲۲۱)

پھر فرمایا: ایک برتن میں میرے لیے پانی لے آؤ! وہ حسبِ حکم پانی ایک برتن میں لے آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی میں مُشک ڈال کر اُسے پانی میں ڈال کر حل کر دیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے فرمایا: اِس پانی کو میرے اردگرد چھڑک دو کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے وہ مخلوق آ رہی ہے، جو بو تو محسوس کر سکتی ہے، اور کھانا نہیں کھا سکتی۔ راوی کہتے ہیں: آپکی زوجہ نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے فرمایا: دروازہ کا رستہ چھوڑ دو! اور باہر چلی جاؤ! فرماتی ہیں: میں نے ایسا ہی کیا۔ اور میں کچھ دیر باہر ٹھہری رہی، پھر دوبارہ آئی تو دیکھا کہ حضرت کا وصال ہو چکا تھا۔ (۲۹)

۲۹۔ آپ کا نام حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے سلمان بن اسلام بھی کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارس اور اصفہان کے لوگوں میں اسلام لانے میں سبقت کرنے والے ہیں، آپ ابتداء مجوسی تھے، نبی کریم ﷺ کے مدینہ تشریف آوری کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام ہونے کی وجہ سے جنگِ بدر میں شریک نہیں ہو سکے، پھر مکاتبت کی رقم کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آزاد ہو گئے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ خندق اور مابعد غزوات میں میں شرکت کی، جنگِ خندق میں چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مہاجرین وانصار کا اختلاف ہو گیا، مہاجرین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہاجر، اور انصار آپ کو انصاری قرار دینے لگے، تب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: سلمان ہمارا ہے، ہمارے اہلِ بیت میں سے ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار حضور ﷺ نے اپنے نجباء، رفقاء اور اور وزراء میں فرمایا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان افراد میں سے ہیں جن کی جنّت مشتاق ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوّل وآخر کا علم حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی آسمانی کتاب کا، اور آخری آسمانی کتاب کا علم حاصل کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدائن کا والی مقرر کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمر ترین صحابہ میں سے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عیسیٰ کے وصی سے ملاقات کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے، اور اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی خرچ کیا کرتے تھے۔ صحیح قول کے مطابق آپ نے ۲۵۰ سال عمر پائی، آپ کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کے آخر میں ۳۵ھ میں ہوا۔ (معرفة الصحابة لأبي نعيم، باب السّين، سلمان الفارسي ابو عبدالله ـ ۱۳۲۷/۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیّت

(۲۸) حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں وصیّت فرمائی: میرے لیے لحد بنانا! اور میری قبر پر ایک اینٹ کھڑی کردینا جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے ساتھ کیا گیا تھا۔

(۲۹) امام زُہری بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وِصال کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اُون کا جُبّہ منگوایا، اور فرمایا کہ مجھے اِس کا کفن دینا کہ جنگِ بدر کے روز میں اِسی جُبّہ کو پہن کر مشرکوں سے ٹکرایا تھا۔ اور میں نے اِسے آج کے دن ہی کے لیے چھپا رکھا تھا۔ (۳۰)

۳۰۔ آپ کا مکمل نام سعد بن مالک بن اھیب بن عبدِ مناف بن زہرہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔ آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ جلیل القدر صحابی ہیں آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے بدر، واُحد وغیرہ تمام ہی غزوات میں شرکت کی، جس وقت آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا، آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے چہرے پر ایک بال بھی نہیں تھا، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ مستجاب الدّعوات تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے دُعا کی کہ اے اللہ! سعد کا نشانہ درست رکھ! اور اس کی دعا کو قبول فرما! مہاجرین صحابہ میں سب سے آخر میں ۵۵ ھ۔ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں آپ کو متعدد شہروں کا حاکم بنایا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ خلیفۃ المسلمین کے انتخاب کے لیے بنائی جانے والی شوریٰ کے رُکن بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی کی راہ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے تیر چلایا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ۸۳ سال کی عمر میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے اپنے محل میں ہوا جو کہ مدینہ منورہ سے دس میل دور مقام عقیق میں تھا۔ نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے لیے آپ کے جسمِ اقدس کو مدینہ لایا گیا، اس وقت مدینہ کا حاکم عبدالملک بن مروان تھا اس نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا نماز جنازہ پڑھایا۔ ازواجِ مطہرات نے اپنے حجروں میں بعد میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا نماز جنازہ پڑھا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ (معرفة الصحابة لأبی نعیم، معرفة العشرة المبشرة، معرفة سعد بن ابی وقاص ۱/۱۲۹۔۱۳۸)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۳۰) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو لوگ باتوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سوار ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگوں! مجھ پر سوار مت ہو جاؤ! اور میری بات سنو! بے شک! اگر تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کی قدر جانتے، تو کچھ کلام نہ کرتے۔ اور اگر تمہیں اُس کے عذاب کی مقدار کا علم ہوتا، تو تمھاری یہی رائے ہوتی کہ اُس کے ساتھ کوئی شے تمہیں ہرگز نفع نہ دے سکے گی۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں جو کہ مرنے سے قبل تین باتوں پر ایمان رکھتا ہو، مگر یہ کہ وہ داخلِ جنت ہوگا۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو، اور اِس بات کو جانتا ہو کہ وہ از خود حق ہے۔

(۲) مرنے کے بعد حساب کتاب کے لیے اٹھائے جانے پر ایمان رکھتا ہو۔

(۳۰) رُسُل کرام علیہم السّلام جو کچھ لیکر آئے ہیں، اُس پر ایمان رکھتا ہو۔

کوئی شخص نہیں، جو فرض نماز کے بعد چار رکعت نفل پڑھ لے، پھر سورج غروب ہونے تک اس کا گناہ لکھا جائے۔ (۳۱)

۳۱۔ آپ کا مکمل نام معاذ بن جبل بن عمرو بن اور بن عائذ بن عدی بن کعب الانصاری الخزرجی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ بدر وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ امام الفقہاء ہیں، کبیر العلماء ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، اور ۳۸ سال کی عمر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں شام میں پھیلنے والے طاعون میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ آپ نوجوان انصار صحابہؓ میں سب سے بڑھ کر حلم وحیاء، اور سخاوت والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ انتہائی چمک دار تھا، اور سرمگیں آنکھیں تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا، آپ رویف النبی ﷺ تھے۔ حضور ﷺ نے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف عامل بن کر بھیجا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے جب کہ حضور ﷺ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت افزائی کے لیے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو الامۃ القانت کہا کرتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ امت سے یہاں مراد خیر

حضرت ابواُمامہ باہلی صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ کی وصیت

(۳۱) حضرت سعید ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا، وہ نزع کے عالَم میں تھے۔ اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: اے سعید! جب میرا انتقال ہو جائے، تو میرے ساتھ وہی امور برتنا، جن کا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا۔ نبی پاک ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو جائے، اور تم اُس کی قبر پر مٹی ڈال چکو، تو پھر ایک شخص اُس کے سَر کے پاس کھڑا ہو کر کہے: اے فلاں بن فلاں! مُردہ سُنے گا، لیکن جواب نہ دے سکے گا۔ پھر وہ شخص دوبارہ کہے: اے فلاں بن فلاں! یہ سُن کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ شخص دوبارہ کہے: اے فلاں بن فلاں! تو یہ سن کر وہ کہے گا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے! تو ہماری رہنمائی کر! پھر وہ شخص کہے: اُس عقیدے کو یاد کر! جس کو لے کر تو دنیا سے نکلا ہے، اِس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ تُو اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی تھا۔ پس جب وہ شخص یہ کر لے گا، تو منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے: ہمیں اِس کے پاس سے چلنا چاہیے، ہم اُس سے کیا سوال کریں، جسے اُس کی حجّت تلقین کی جا چکی ہے۔ اور (حقیقۃً) اس کی حجّت اللہ تعالیٰ ہے،

کی تعلیم دینے والا، اور قانت سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہے۔ مقامِ جابیہ میں دورانِ خطبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: کسی کو کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو لوگ مسجدِ نبوی میں فتویٰ دیا کرتے تھے، ان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جن چار افراد سے حضور ﷺ نے قرآن سیکھنے کا حکم دیا، ان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے حلال اور حرام کو جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: معاذ بن جبل قیامت کے دن علماء کا امام ہوگا۔ آپ کا وصالِ باکمال ۱۸ھ میں ہوا۔ (اسد الغابة ،حرف المیم ،باب المیم والعین ، ۴۹۶۰۔ معاذ بن جبل ،۱۸۷/۵۔۔۱۹۰ ،معرفة الصحابة لابی نعیم ،باب المیم ،من اسمه معاذ ، معاذ بن جبل، ۲۴۳۱/۵۔۔۲۴۳۹ ،الوافی بالوفیات ،۱۲۱/۶)

نہ کہ یہ لوگ۔ایک شخص نے یہ سُن کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو، تو؟ ارشاد فرمایا: تو تم اُس کی نسبت حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف کردو۔(۳۲)

حضرت عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیّت

(۳۲) حضرت عُبادہ بن محمّد بن عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں: جب حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے بستر کو صحن کیطرف نکال دو! اور میرے غلاموں، خادموں، پڑوسیوں اور میرے پاس آنے جانے والوں کو جمع کرو! حسبِ حکم اُن سب کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع کر دیا گیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بلا شبہ میرا یہ دن ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ آخری دن ہے جو دُنیا میں میرے پاس آیا ہے۔اور آج آخرت میں میری پہلی رات ہوگی۔مجھے معلوم نہیں شاید مجھ سے ہاتھ یا زبان سے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی ہوگئی ہو، اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں عُبادہ کی جان ہے! قصاص بروز قیامت ہوگا۔اگر میں نے تم میں سے کسی کی جان کے بارے میں تقصیر کردی ہو، تو وہ مجھ سے قِصاص لے لے، قبل اِس کہ میری جان نکل

۳۲۔ المعجم الکبیر، باب الصّاد، سعید بن عبداللہ الأودی، برقم: ۷۹۷۹، ۲۴۹/۸

آپ کا مکمل نام ابوامامۃ صدی بن عجلان بن حارث الباھلی ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ اُحد میں شرکت کی تھی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کے علاقے حمص میں سکونت اختیار کی تھی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۸۱ھ میں شام میں ہوا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرد رنگ سے ڈاڑھی رنگا کرتے تھے۔جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (الفتح: ۱۰/۴۸) تو حضرت ابوامامۃ الباھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ جن لوگوں نے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی ان میں، میں بھی تھا یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے ہو، اور میں تم سے ہوں۔ایک غزوہ کے موقع پر حضرت ابوامامۃ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے لیے شہادت کی دعا کریں! حضور ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اسے سلامتی عطا فرما! اور اسے غنیمت عطا فرما! (الاصابة فی تمییز الصّحابة حرف الصّاد المهملة، الصّاد بعدها الدّال ۴۰۷۹۔ صدی، ۳۴۰/۳، اسد الغابة، کتاب الکنیٰ، حرف الهمزة، ۵۶۹۵۔ صدی بن عجلان، ۱۴/۶)

جائے۔لوگوں نے یہ سُن کر عرض کیا: حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو (مہربان) باپ (کی طرح) تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہمیں ادب سکھانے والے تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو کبھی اپنے خادم کو بھی برا نہیں کہا۔لوگوں کی یہ باتیں سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے میری اُن تقصیروں کو جو مجھ سے صادر ہوئیں معاف کر دیا؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ ربّ العالمین میں عرض کیا: اے اللہ عزّ وجلّ! تو گواہ ہو جا! پھر فرمایا: اب میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں، تم میری وصیّت کو یاد کر لو! میں تم میں سے ہر انسان کو (اپنی موت پر) رونے سے منع کر رہا ہوں۔جب میری روح نکل جائے، تو تم وضو کرنا، خوب اچھی طرح وضو کرنا۔پھر تم میں سے ہر شخص مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھے، اور عُبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے اور خود اپنے لیے استغفار کرے کہ اللہ عزّ وجلّ کا فرمان عالیشان ہے:

﴿وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾ (۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو، اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں؟ اور صبر اور نماز سے مدد چاہو! اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔

پھر مجھے جلدی سے میری قبر تک پہچانا! اور میرے جنازے کے پیچھے آگ لیکر مت آنا! اور مجھے اُرجوان سے مت رنگنا۔

(۳۴) حضرت عطاء بن ابو رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں. میں نے حضرت عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: بوقتِ وفات تمھارے والدِ گرامی نے کیا وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے بتایا: میرے والدِ گرامی نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو! اور جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ سے (حقیقۃً) اس وقت نہ ڈرو گے، اور (روحِ) علم کو اُس وقت نہ پہنچ سکو گے، جب تک تم ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرو، اور اُس کی بنائی ہوئی اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لیکر نہ آؤ۔میں نے عرض کیا: اے ابا جان! میں اچھی اور بری تقدیر پر کیسے ایمان لاؤں؟ ارشاد فرمایا: تم اس بات کو جان رکھو کہ جو چیز بھی تمھیں پہنچتی ہے، وہ تم سے ٹلنے والی

۳۳۔ البقرۃ: ۲/ ۴۵

نہیں تھی۔ اور جو چیز تمھیں نہیں ملی وہ تمہیں پہنچنے کی نہیں تھی۔ اگر تم اِس کے برعکس عقیدے پر انتقال کر گئے، تو تم آگ میں داخل ہو گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ نے اُس سے فرمایا: لکھ! اُس نے عرض کیا: کیا چیز لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تقدیر! پھر قلم جاری ہوا، اُس پر جو ہو چکا، اور جو ابد تک ہونے والا تھا۔(٣٤)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیّت

(۳۴) امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وِصال کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو بلایا، اور فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود! میں تجھے پانچ خصلتوں کی وصیّت کرتا ہوں، تو مجھ سے انہیں سُن کر یاد کر لے۔

(۱) لوگوں سے مایوسی ظاہر کر دے کہ بلاشبہ یہ زائد غنیٰ (تونگری) ہے۔

(۲) اپنی حاجات کے مقاصد لوگوں کے پاس لیکر جانا چھوڑ دے! بے شک! یہ سر پر آنے والا فقر ہے۔

(۳) اور ایسے اُمور کو ترک کر دے، جس سے معذرت کرنا پڑے، اور ان پر عمل نہ کر۔

٣٤۔ سنن أبي داوٗد، كتاب السنة، باب في القدر، برقم: ٤٧٠٠، ٤/٢٢٥

آپ کا مکمل نام عبادۃ بن الصّامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبۃ ہے۔ اور آپ کی کنیت ابو ولید ہے۔ آپ بیعت عقبہ کرنے والے، جنگِ بدر، و اُحد میں شرکت کرنے والے، بیعتِ رضوان کرنے والے ہیں۔ آپ نے تمام ہی غزوات میں شرکت کی۔ آپ نے شام میں سکونت اختیار کی تھی، نبی پاک ﷺ نے آپ کو صدقات کی وصولیابی کے لیے بعض مواقع پر عامل بنایا تھا۔ آپ اہلِ صفہ کو قرآن سکھایا کرتے تھے۔ حضرت عمر نے آپ کو شام لوگوں کو قرآن سکھانے کے لیے بھیجا، آپ نے حمص میں سکونت اختیار کی، پھر آپ فلسطین آ گئے، فلسطین میں جس نے سب سے پہلے عہدۂ قضا سنبھالا وہ آپ ہی تھے۔ آپ کا وصال ۷۲ سال کی عمر میں ۳۴ھ۔ میں بیت المقدس میں ہوا۔ (معرفة الصّحابة لابي نعيم، باب العين، من اسمه عبادة، عبادة بن الصامت بن قيس، ٤/١٩١٩۔١٩٢٣، اسد الغابة، حرف العين، باب العين، والباء، عبادة بن الصامت بن قيس، ٣/١٥٨۔١٥٩)

(۴) اور اگر تو اُسکی طاقت رکھے کہ ہر نئے آنے والے دن میں تُو پچھلے دن کے مقابلے میں اچھا ہو، تو تم ایسا ہی کرو۔

(۵) اور جب تو نماز پڑھے، تو رُخصت ہونے والے شخص کیطرح نماز پڑھ! گویا کہ اسکے بعد تجھے نماز پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔ (۳۵)

۳۵۔ آپ کا مکمل نام عبداللہ بن مسعود بن عاقل بن حبیب بن فار بن شمخ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے جنگِ بدر وغیرہ تمام ہی غزوات میں شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ صاحب الھجرتین ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہ سے قبل حبشہ کی طرف ہجرت کی، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نجباء، نقباء، اور رفقاء میں سے ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو بیٹے کی ولادت سے قبل ہی ابوعبدالرحمٰن کنیت عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ اسلام لانے والے چھٹے فرد ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ ان چار افراد میں سے ایک ہیں، جن سے نبی پاک ﷺ نے قرآن سیکھنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور ﷺ سے ۷۰ سورتیں سیکھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابن مسعود کی دونوں پنڈلیاں میزان میں اُحد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہوں گی۔ حضور ﷺ نے اپنی امت کو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا عہد نبھانے کا حکم دیا۔ نیز فرمایا: میں اپنی امت کے لیے اس شے سے راضی ہوں، جس سے ابن امّ عبد راضی ہے۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو جنّت کی بشارت عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ سیرت میں حضور ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو کوفہ بیت المال کا والی بنا کر بھیجا، اور اہلِ کوفہ کے نام مکتوب لکھا جس میں تحریر تھا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نقباء میں سے ہیں، میں عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کو تمہاری طرف بھیج کر تم کو اپنی جان پر ترجیح دیتا ہوں۔ تم ان کی اقتداء کرو! یہ علم وفقہ کا بھرا ہوا برتن ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا: جب ہم غائب ہوتے، اس وقت وہ موجود ہوتے۔ جس وقت ہمیں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے سے روک دیا جاتا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو حاضری کی اجازت ہوتی۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: جب تک تمہارے درمیان یہ عالم موجود ہے، مجھ سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال نہ کرنا! حضرت معاذ بن جبل نے بوقتِ وصال اپنے اصحاب کو جن چار افراد کے پاس علم سیکھنے کے لیے جانے کا حکم دیا، ان میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضور ﷺ کے خادمِ خاص تھے جب حضور ﷺ نہاتے، تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ ستر کرتے۔ جب حضور ﷺ سوتے، تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضور ﷺ کو نماز کے لیے بیدار کرتے۔ حضور ﷺ

حضرت خبّاب بن اِرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیّت

(۳۵) حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو گئے، انہیں پیٹ میں سات جگہ داغ لگایا گیا تھا، اُنہوں نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے موت کی دُعا کرنے سے منع نہ فرمایا ہوتا، تو میں ضرور موت کی دُعا کرتا۔ بلاشبہ! ہم سے پہلے کے افراد (دنیا سے) جا چکے اُنہوں نے اپنے اجرِ (آخرت) میں سے کچھ نہیں کھایا۔ اور یقیناً ہم نے دنیا میں سے حصّہ پایا ہے۔ جبکہ ہم میں سے کسی کو خبر نہیں کہ اس کے ساتھ کیا کِیا جائے گا، ماسوا اُس کے انجام کے جو مٹی میں خرچ کیا گیا ہے۔ اور بے شک! مسلمان کو ہر اُس چیز میں ثواب ملتا ہے، جسے وہ خرچ کرتا ہے، سوائے اُس کے جو وہ مٹی میں خرچ کرتا ہے۔ (۳۶)

جب سفر کرتے، تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضور ﷺ کے ساتھ چلتے۔ حضور ﷺ کو نعلین شریفین پہناتے۔ صحابۂ کرام میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ صاحب السّواک والوسادۃ کے لقب سے معروف تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ علم وقضاء میں مہارت تامہ رکھنے والے صحابی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی وصیّت کے مطابق آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا جنازہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑھایا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ۶۰ سال سے زائد عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (معرفة الصّحابة، لأبي نعيم، باب العين، باب الميم من باب العين، عبدالله بن مسعود، ۴/۱۷۶۵)

۳۶۔ آپ کا مکمل نام خبّاب بن الارت بن جندلۃ بن خزیمۃ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ بدری صحابی ہیں، مہاجر ہیں، سابقین اوّلین میں سے ہیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہ اسلام قبول کرنے والے چھٹے فرد ہیں۔ اسلام لانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو سخت اذیتیں دی گئیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو سخت گرم پتھر پر پیٹھ کے بل لٹایا جاتا تھا، اس کے سبب آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی پیٹھ کی چربی پگھل گئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ ان سات افراد میں سے ہیں جنہوں نے اپنے اسلام کو نہیں چھپایا، بلکہ اس کا اعلان کیا۔ ۳۷ھ میں جب حضرت علی جنگ صفین سے واپس کوفہ آرہے تھے، اس دوران آپ کا انتقال ہوگیا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۷۳ سال تھی آپ کی قبر انور کوفہ میں ہے۔ آپ کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑھایا۔ (معرفة الصّحابة لأبي نعيم، خبّاب بن الارت، ۲/۹۰۶-۹۰۷)

حضرت حُذَیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۳۶) حضرت جُندُب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت حُذَیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں محتاجی کی حالت میں ہوں، اور محبوب (موت) آپہنچا ہے۔ جو شخص (اپنے گناہوں پر) پشیمان ہوا، وہ کامیابی پا گیا۔ آج سے قبل میں عالمِ خوف میں تھا۔ اور آج میں (رحمتِ خداوندی کا) اُمیدوار ہوں۔

(۳۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: رات کے ابتدائی حصہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوگئی، پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِفاقہ ہوا تو فرمایا: اے ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ کونسی رات ہے؟ تو میں نے جواب دیا: اکبر اعلیٰ سحر ہو چکی ہے۔ پھر انہوں نے دو یا تین بار کہا: میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر کہا کہ میرے لیے دو کپڑے (بطورِ کفن) خرید لینا! اور اُن میں حد سے نہ بڑھنا کہ اگر تمھارے ساتھی سے خداعزّ وجلّ راضی ہوگا، تو اُس کے لیے اُن دو کپڑوں سے کہیں بہتر ملبوسات ہوں گے۔ ورنہ انہیں بھی جلد ہی سلب کر لیا جائے گا۔

(۳۸) ہارون مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت حُذَیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے موت! تو مجھے بھی اپنا غوطہ دے! اے موت! تو مجھ پر بھی شدت لا! میرے دل نے تیرے ماسوا کی محبّت سے انکار کر دیا ہے۔ تیرے بعد خوشحالی کی زندگی آئے گی۔ محبوب ایسی حالت میں آیا کہ میں فاقہ سے ہوں۔ یقیناً جس نے ندامت کا اظہار کیا، وہ کامیابی پا گیا۔ میرے پیچھے وہ اشیاء ہیں جنہیں میں جانتا ہوں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے فتنے سے پہلے، فتنے کی قیادت کرنے والوں، اور فتنے کے پیامبروں کے آنے سے پہلے اٹھا لیا ہے۔ (۳۷)

۳۷۔ آپ کا مکمل نام حذیفہ بن حسل بن جابر بن ربیعہ بن عمرو بن الیمان ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، آپ مہاجر ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ احد میں شرکت کی، اور اسی جنگ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے غلطی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو شہید کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ

حضرت ابوبکرۃ نُفَیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۳۹) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میری وصیت لکھو!'' تو کاتب نے لکھا: یہ وہ باتیں ہیں جن کی صحابیٔ رسول ابو بکرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے وصیت کی ہے، یہ تحریر دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''کیا موت کے وقت بھی کنیت؟'' فرمایا: ''اِسے مٹادو! اور یہ لکھو: یہ وہ باتیں ہیں جنکی وصیّت رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نفیع حبشی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کی ہے، وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا ربّ ہے، اور حضرت محمد ﷺ اُس کے نبی

تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی دیت معاف کردی تھی۔ آپ حضور ﷺ سے شر سے متعلق سوالات کیا کرتے تھے، تاکہ اس سے بچ سکیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے رازدار تھے، حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافقین کے نام بتادیے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ کیا میرے عاملین میں سے کوئی منافق ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ہاں! ایک شخص منافق ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نام معلوم کرنا چاہا تو انہوں نے منع کردیا پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمر نے اس کو معزول کردیا گویا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے بارے میں معلوم ہوگیا۔ جب کسی کا انتقال ہوجاتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھتے، اگر وہ جنازہ میں حاضر ہوتے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ پڑھاتے، ورنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ میں حاضر نہیں ہوتے۔ چونکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر رکھا تھا اس لیے حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگِ بدر میں شرکت سے روک دیا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاہدہ پورا کرنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہاوند کی جنگ میں شریک تھے، جب لشکر کے امیر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم اٹھالیا، اور ہمذان، الری اور الدینور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوئے، الجزیرۃ کی فتح میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصیبین میں سکونت اختیار کی، اور وہیں شادی کی۔ اور آپ کا وصال ۳۶ ھ۔ میں مدائن میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے کچھ عرصے بعد ہوا۔ آپ نے جنگِ جمل کا زمانہ نہیں پایا۔ (معرفۃ الصحابۃ لأبی نعیم، حذیفۃ بن الیمان، ۲/۶۸۶) (اسد الغابۃ، ۱۱۱۳۔ حذیفۃ بن الیمان، ۱/۲ [illegible]

ہیں، اور اسلام اُس کا دین ہے، اور کعبہ اُس کا قبلہ ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ سے اُسی چیز کا اُمیدوار ہے ،جس کی اُمید اسکی توحید کے معترف، اُس کی ربوبیت کا اقرار کرنے والے، اس کے وعدہ اور وعید پر یقین رکھنے والے، اس کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہنے والے، اُس کے عقاب سے سہمنے والے، اُس کی رحمت کی اُمید رکھنے والے کرتے ہیں۔ بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ (۳۸)

حضرت ابو درداء عُوَیمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

حضرت ابو ادریس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جس مرض میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی، اس میں عیادت کے لیے کئی لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حاضر ہوئے۔ لوگ آپ کو گھر کے قریب موجود عیسائیوں کے گرجا کے پاس باہر نکال لائے کہ لوگ باآسانی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کرسکیں، اِسی اثنا میں ابو ادریس رضی اللہ

۳۸۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل نام ابو بکرۃ نُفَیع بن حارث بن کلدۃ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام سمیّہ ہے۔ آپ اہلِ طائف میں سے کسی کے غلام تھے، طائف کے دن صبح کے وقت قلعے سے اتر کر نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے اور اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ چونکہ صبح کے وقت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تھے، اس لیے حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو بکرۃ رکھ دی۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کردیا تھا۔ حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے: میں تمہارا دینی بھائی ہوں، اور حضور ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں، لیکن لوگ نسب معلوم کیے بغیر راضی نہیں ہوتے، تو میرا نسب یہ ہے: نُفَیع بن مسروح۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاضل اور صالح صحابہ میں سے ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے خلاف زنا کی گواہی دی تھی، نصابِ شہادت مکمل نہ ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدِّ قذف لگائی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد بصرہ میں کثرتِ مال و علم کی وجہ سے اشراف میں شمار کی جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۵۱ھ میں بصرہ میں ہوا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ آپ کی وصیّت کے مطابق حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا۔ (اسد الغابة، ۵۷۳۸۔ ابو بکرة الثقفی، ۶/۳۵)

تعالیٰ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے. یہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جان نچھاور کرنے والے شخص تھے. یہ لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھے حتّٰی کے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرِ اقدس کے پاس آ کر بیٹھ گئے. حضرت ابو ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "اللہ اکبر" کہا پھر اس کلمے کی کثرت کرنے لگے۔ آواز سن کر حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سرِ مبارک اٹھایا، اور فرمایا: بلا شبہ جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرماتا ہے، تو پسند فرماتا ہے کہ اُس سے راضی رہا جائے۔ پھر فرمایا: کیا کوئی ایسا مرد نہیں جو اِس پچھاڑ کی مثل کے لیے عمل کرے؟ کیا کوئی ایسا مرد نہیں جو میری اِس گھڑی کی مثل آنے والی گھڑی کے لیے عمل کرے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

(۴۱) حضرت اسماعیل بن عُبَیدُ اللہ بن ابو المُھاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو وہ کہہ رہے تھے. میری اس پچھاڑ کی مثل پچھاڑ کے لیے کون عمل کرے گا؟ مجھ پر آنے والی اِس ساعت کی مثل آنے والی گھڑی کے لیے کون عمل کرے گا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات کہی۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت بلال بن ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو میری جانب سے عمل کے لیے کھڑے رہنا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

﴿ وَ نُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ ﴾ (۳۹)

ترجمہ: اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں، اور آنکھوں کو۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن جملوں کی تکرار کرتے رہے: میری اِس پچھاڑ کی مثل کے لیے کون عمل کرے گا؟ میری اس گھڑی کی مثل آنے والی گھڑی کے لیے کون عمل کرے گا؟ حتّٰی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وِصال ہو گیا۔ (۴۰)

۳۹۔ الانعام: ۶/۱۱۰

۴۰۔ آپ کا مکمل نام ابو درداء عویمر بن عامر ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام محبّۃ بنت واقد بن عمرو ہے۔ اعلانِ نبوت سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کیا کرتے تھے، اسلام لانے کے بعد تجارت وعبادت آپ کا مشغلہ تھا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبادت کو تجارت پر ترجیح دی۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: "عویمر میری امّت کا حکیم ہے۔" آپ رضی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

(۴۲) حضرت عبدالرحمٰن بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقتِ وصال یہ وصیتیں فرمائیں مجھ پر (یعنی: بعدِ وصال میری قبر پر) بڑا اونی خیمہ مت گاڑنا! اور میرے جنازے کے پیچھے آگ لیکر مت چلنا! اور مجھے جلدی لے جانا! اور مجھے جلدی لے جانا! کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب مومن کو اُس کی چار پائی پر رکھا جاتا ہے، تو وہ کہتا ہے: مجھے جلدی آگے پہنچا دو! اور جب کافر کو اُس کی چار پائی پر رکھا جاتا ہے، تو وہ کہتا ہے: ہائے بربادی! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ (۴۱)

(۴۳) حضرت ھمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں. جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، عرض کیا گیا: اے ابو ہریرہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ ارشاد فرمایا: توشۂ آخرت کی کمی، اور منزلِ مقصود کی دُوری، اور (یہ فکر) کے اس منزل سے گزرنے کا انجام، جنّت ہوگا، یا دوزخ؟ (یہ فکریں مجھے رُلا رہی ہیں)۔ (۴۲)

اللہ تعالیٰ عنہ ان چار افراد میں سے ہیں، جن سے علم سیکھنے کا حکم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرضِ وصال میں حکم دیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، پھر آپ عبادت میں بہت زیادہ کوشش کرنے لگے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے ساتھی مجھ سے آگے نکل گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں دمشق کے قاضی رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۳۲ھ میں شام میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلے ہوا۔ (معرفة الصحابة لأبی نعیم، عویمر بن عامر ابو الدرداء، ۲۱۰۲/۴-۲۱۰۳)

(اسد الغابة، ۵۸۶۵-ابو الدرداء، ۹۴/۶)

۴۱۔ سنن النّسائی، کتاب الجنائز، باب: السّرعة بالجنازة، برقم: ۱۹۰۸، ۴۰/۴

۴۲۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل نام ابو ہریرہ عبد غنم الدّوسی ہے۔ آپ کا نام زمانۂ جاہلیت میں عبد شمس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ رکھا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو ہریرہ کنیت عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوی حافظہ کی دعا دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ

حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۴۴) حسن بن ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو بلایا، اور ارشاد فرمایا: مجھ سے یہ وصیتیں لے لو کہ تمھارے لیے مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا ناصح نہ ہوگا۔ جب

عنہ حضور ﷺ کے فرامین کے سب سے بڑھ کر حافظ ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کے نزدیک محبوب بنادے۔ اور مسلمانوں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک محبوب بنادے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلحِ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان اسلام لے کر آئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت مدینے ہجرت کر کے آئے اس وقت نبی پاک ﷺ خیبر میں تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتحِ خیبر کے وقت خیبر میں تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کام کاج وغیرہ اختیار کرنے کے بجائے حضور ﷺ کی صحبت کالازم کرلیا، تین سال تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شبانہ روز حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ جب کوئی حضور ﷺ کے ساتھ نہ ہوتا، اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ ہوتے۔ جب لوگ بھول جاتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرامین مصطفیٰ ﷺ یاد ہوتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے صحابی ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حافظے میں کمی کی شکایت پر اپنی چادر بچھانے کا حکم دیا، اور پھر آپ ﷺ نے دعا کی، اور چادر سینے سے لگانے کا حکم دیا، اس کے بعد سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حافظہ اتنا قوی ہوگیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بھی بات حضور ﷺ سے سنتے آپ کو یاد ہو جاتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ ۱۲ ہزار پر توبہ واستغفار کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام، عراق اور بحرین کا سفر کیا، آپ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا تھا، پھر آپ کو معزول کر دیا تھا، پھر دوبارہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل بنانا چاہا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کر دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۵۷ھ۔ میں مقامِ عقیق میں ہوا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسمِ اقدس مدینہ لایا گیا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ولید بن عتبہ بن ابوسفیان نے پڑھایا، جو اس وقت مدینہ کے حاکم تھے۔ (معرفة الصحابة لأبي نعيم ،عبد غنم الدوسي ابو هريرة ،١٨٨٥/٤ـ١٨٩١)

(اسد الغابة ،٦٣٢٦ ،ابو هريرة ،٣١٣/٦)

میں مرجاؤں تو اپنے میں کے بڑے کو سردار بنالینا۔ابن جمعہ کہتے ہیں: "اکابرکم" کے بجائے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "کبراکم" فرمایا تھا۔اور اپنے میں کے چھوٹے کو سردار نہ بنانا۔ابنِ جمعہ کہتے ہیں "اصاغرکم" کے بجائے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "صغارکم" فرمایا تھا۔کہ اس صورت میں لوگ تمھارے بڑوں کو بے وقوف خیال کریں گے۔ابن جمعہ کہتے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "کبارکم" کے بجائے "کبراکم" فرمایا تھا کہ لوگ انہیں حقیر سمجھیں گے۔اور تم پر مال کی درستگی رکھنا لازم ہے کہ یہ شریف وعزت دار آدمی کو متنبہ کرتی ہے، اور اِس کے ذریعے سے ذلیل و کمینے افراد کو بے پرواہی مل جاتی ہے۔اور تم سوال کرنے سے بچنا کہ یہ آدمی کا آخری پیشہ ہوتا ہے۔ابنِ جمعہ نے یہ الفاظ زائد روایت کئے :اور آدمی اپنے پیشے کو ترک کرنے ہی کا سوال کرتا ہے۔اس روایت کے بقیہ الفاظ پر دونوں محدثین متفق ہیں۔اور جب میرا انتقال ہوجائے تو مجھے میرے انہی کپڑوں میں کفنانا، جنہیں پہن کر میں نماز پڑھتا، اور روزہ رکھتا تھا۔اور مجھ پر نوحہ مت کرنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ابن جمعہ نے یہ الفاظ روایت کئے: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نوحہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔اور مجھے ایسی جگہ دفن کرنا جس کا کسی کو علم نہ ہو، کہ میرے اور اِس قبیلے یعنی: بکر بن وائل کے درمیان پوری دیت لازم نہ کرنے والے کچھ زخموں کا معاملہ ہے۔ابنِ جمعہ کی روایت کے آخری الفاظ یہی ہیں۔ابنِ منیع نے مزید یہ الفاظ نقل کئے: مجھے خوف ہے کہ وہ ان زخموں کو لے کر اسلام میں تم پر خروج کردیں گے، پھر تم پر تمھارے دین میں فساد پھیلائیں گے۔ (۴۳)

۴۳۔ الاصابة فی تمییز الصّحابة ،قیس بن عاصم ،۵/۳۶۷ ملخّصًا

آپ کا مکمل نام قیس بن عاصم سنان بن بن خالد المنقری ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعلی، ابوقبیصۃ ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ وبر کے سردار تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ بنوتمیم کے وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں ۹ ھ۔ میں حاضر ہوکر مسلمان ہوئے تھے۔جب حضرت قیس بارگاہِ رسالت میں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیری کے پانی سے غسل کرنے کا حکم دیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی عقلمند اور دانا تھے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حِلم وبردباری کی وجہ سے مشہور تھے۔حضرت احنف بن قیس سے پوچھا گیا: آپ نے حِلم کس سے سیکھا؟ آپ نے جواب

حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ کی وصیت

(۴۵) ضحّاک بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلاموں کو بُلا کر فرمایا: جاؤ! اور میرے لیے قبر کھودو! اور قبر کا گڑھا گہرا رکھنا کہ قبر کا گہرا ہونا مستحب ہے۔ راوی کہتے ہیں قبر کھودنے والے قبر کھود کر حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ ہم قبر کے لیے گڑھا کھود چکے ہیں۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے بٹھا دو! بیٹھنے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بیشک یہ قبر کا گڑھا دو منزلوں میں سے ایک منزل ہے، یا تو میری قبر میرے لیے ایسی وسیع ہو جائے گی کہ ہر جانب سے چالیس ہاتھ کشادہ ہو جائے گی، اور میرے لیے جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا، تو میں جنّت میں اپنے ٹھکانے، اپنی بیویوں اور جنّت میں جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے

دیا: حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کے صحن میں تلوار حمائل کیے سرین کے بل بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک مقتول کو، اور ایک ہاتھ بندھے شخص کو لایا گیا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کے بھتیجے نے آپ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے جنبش تک نہ کی، اور نہ ہی قطعِ کلام کیا۔ جب اس پیغام لانے والے شخص نے اپنی بات پوری کر لی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا: اے بھتیجے! تم نے کتنا برا کام کیا ہے! تم نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی، قطعِ رحمی کی، اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر دیا، اپنے تیر سے اپنے ہی کو مار دیا، اور اپنی ہی تعداد کم کر لی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دوسرے بیٹے سے فرمایا: بیٹا! اپنے چچازاد بھائی کے پاس اٹھ کر جاؤ! اور اس کے ہاتھ کھول دو! اور اپنے بھائی کے کفن دفن کا انتظام کرو! اور اپنی ماں کے پاس اس کے بیٹے کی دیت کے طور پر سو اونٹ لے جاؤ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب کو حرام کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر مال واولاد عطا فرمائی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی نرینہ اولاد کی تعداد ۳۲ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش بصرہ میں تھی۔ اور آپ کا وصال بصرہ ہی میں ہوا۔ (معرفة الصّحابة ،قیس بن عاصم المنقری، ۴/۲۲۰۲)(اسد الغابة۔ ۴۳۷۰ قیس بن عاصم المنقری، ۴/۴۱۱۔۴۱۲)

میرے لیے تیار کر رکھی ہوں گی، انھیں دیکھ رہا ہوں گا۔ اور جنّت کی خوشبو اور پھول مجھے پہنچتے رہیں گے، حتیٰ کہ مجھے قبر سے اٹھایا جائے گا۔ اور اگر ٹھکانہ دوسرا ہوا، تو میری قبر مجھ پر ایسی تنگ ہو جائے گی کہ میری پسلیاں آپس میں پیوست ہو جائیں گی، حتیٰ کہ قبر فلاں فلاں چیز سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے گی، پھر میرے لیے جہنّم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا، میں اپنے ٹھکانے کی طرف، اور اُن عذابات کی طرف جو اس میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تیار کیے ہوں گے، جیسے جہنم کی بیڑیاں وطوق کو دیکھ رہا ہوں گا۔ پھر میں اپنے ٹھکانے (یعنی جہنّم) میں جاؤں گا، ضرور مجھے آج ٹھکانے کی راہ دکھائی جائے گی، پھر مجھے جہنم کی تپش، اور اُس کا کھولتا پانی پہنچتا رہے گا، حتیٰ کہ مجھے قبر سے اٹھایا جائے گا۔ (٤٤)

٤٤۔ آپ کا مکمل نام ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ مکّہ مکرّمہ میں اسلام لے کر آئے، آپ رضی اللہ تعالی عنہ صاحب الھجر تین ہیں، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اوّلاً حبشہ کی طرف، اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ میں مقیم رہے، پھر ان ہی کے ساتھ فتحِ خیبر کے وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی والدہ ظبیۃ بنت وھب بھی اسلام لے کر آئیں تھیں اور ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ آپ نے حضرت امّ کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبدالمطلب سے نکاح کیا تھا اور ان سے آپ کے یہاں حضرت موسیٰ کی ولادت ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضور ﷺ کے مقرر کردہ عاملین میں سے ہیں۔ آپ کا شمار فقیہ صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضور ﷺ کے دور میں مسجدِ نبوی میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ امام شعبی رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا کہ قاضی چار گزرے ہیں: (۱) عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ (۲) علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ (۳) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالی عنہ (۴) زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ یمن بھیجا تھا۔ آپ کو مزامیر داؤدی میں سے حصّہ ملا تھا، آپ کی آواز انتہائی خوبصورت تھی۔ حضور ﷺ نے یوم اوطاس میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے! اور اس کو عزّت کے مقام میں داخل فرما!

آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے بُلدان کو فتح فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان جو جنگ ہوئی، اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کو اپنی طرف سے حکم بنایا تھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری حضرت علی اور حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں بصرہ کے حاکم تھے

حضرت داؤد بن ابو ہند دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۴٦) حضرت حماد بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤد بن ابو ہند دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت یہ تھی: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ وہ باتیں ہیں جنکی وصیت حضرت داؤد بن ابو ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے: میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی، اور اُس کی فرمانبرداری کرنے کی، اور اُس کے رسول ﷺ کی اِطاعت کو لازم پکڑنے کی، اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنے، اور اُس کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ داؤد بن ابو ہند دینار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے بیٹوں کو وہی نصیحت کی ہے، جو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے بیٹوں کو کی تھی:

﴿ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾(٤٥)

ترجمہ: اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا، تو نہ مرنا، مگر مسلمان۔

اور داؤد اِس بات کی گواہی دیتا ہے جسکی گواہی اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے دی کہ اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی مستحقِ عِبادت نہیں، اور محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور جنّت اور دوزخ، اور اچھی بُری تقدیر حق ہے۔ وہ اِسی پر زندہ ہے، اور اسی پر مرے گا۔ اِن شاء اللہ! (٤٦)

آپ نے متعدد فتوحات میں حصّہ لیا آپ بصرہ کے بھی حاکم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالِ وفات اور مقامِ وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا وصال ۵۲ھ میں مکّہ مکرمہ میں ہوا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کا وصال ۴۴ھ۔ میں کوفہ سے دومیل کے فاصلہ پر ثوبۃ نامی مقام میں ہوا۔ (معرفۃ الصحابۃ لأبی نعیم، عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ الاشعری، ٤/١٧٤٩: ١٧٥٤)

٤٥۔ البقرۃ: ٢/ ١٣٢

٤٦۔ آپ کا مکمل نام داؤد بن ابوھند دینار بن عذافر الخراسانی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہے۔ آپ کی ولادت مَرْو میں ہوئی، آپ فرماتے ہیں: جب میں کم عمر تھا، تو میں بازار میں گھومتا تھا، اور اپنے دل میں کہتا کہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے جاؤں گا، جب میں اس مقام پر پہنچ جاتا تو پھر اپنے دل میں کہتا کہ میں اس جگہ سے فلاں جگہ تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوا جاؤں گا، اور اسی طرح

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وصیت

(۴۷) حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وقتِ وصال آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: مجھے دنیا کی کسی شے پر افسوس نہیں، سوائے تین چیزوں کے (۱) بحالتِ روزہ سخت گرمی کے دنوں میں پیاس برداشت کرنے پر ملنے والا ثواب چھوٹنے پر، اور (۲) رات میں عبادت و ریاضت کی مُشقت جھیلنے پر ملنے والا ثواب چھوٹنے پر، اور (۳) ہم پر خُروج کرنے والے اس باغی گروہ یعنی حجاج بن یوسف سے قِتال نہ کرنے پر۔(٤٧)

سارا راستہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے ہیں گھر پہنچ جاتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام فی الحدیث، اور حافظ الحدیث تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال تک روزے رکھے، لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکا، آپ کام پر جاتے ہوئے کھانا ساتھ لے جاتے، اور رستے میں وہ کھانا صدقہ کر دیتے۔ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ آپ کا وصال ۱۳۹ھ۔ میں ہوا۔ (سیر اعلام النّبلاء ١٥٨ ۔داؤد بن ابی ھند دینار بن عذافر، ٦/٣٧٦۔۔٣٧٩)

٤٧۔ آپ کا مکمل نام حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطّاب ہے۔ آپ سب مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حضرت زینب بنت مظعون بن حبیب ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امّ المؤمنین ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت حضور ﷺ کے اعلانِ نبوّت کے تیسرے سال ہوئی۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۱۲ سال تھی۔ آپ کو عبادت کی قوت عطا کی گئی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے آثار کو تلاش میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آخرت کی معرفت دی گئی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر حال میں آخرت کو ترجیح دینے والے تھے، دنیا نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کسی طرح کا کوئی تغیر نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ خدا سے رونے والے، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑانے والے تھے۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صالحین میں شمار فرمایا۔ جنگِ بدر کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹے تھے اس لیے حضور ﷺ نے آپ کو جنگ بدر میں شرکت کی اجازت نہیں دی...

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وصیت

(۴۸) جب حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے صحن کی طرف باہر نکالو تاکہ میں ملکوت میں غور وفکر

حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگِ خندق میں شرکت کی اجازت دی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے جس کو بھی دیکھا، اور جس کو بھی پایا، وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا، ماسوا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات نماز پڑھنے میں گزارتے۔ وقتاً فوقتاً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نافع سے پوچھتے کہ صبح ہوگئی؟ اگر وہ منع کرتے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ نماز پڑھنے لگتے۔ اور اگر حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ وقت ہوگیا ہے، تو آپ بیٹھ جاتے، اور استغفار ودعا کرتے رہتے حتیٰ کہ صبح ہوجاتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو غلام عبادت میں بہت زیادہ کوشش کرتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے آزاد کر دیا کرتے تھے۔ بعض غلام آزاد ہونے کے لیے مسجد کی حاضری کو لازم کر لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اس عمل کو دیکھ کر اسے آزاد کر دیا کرتے۔ آپ کے غلام نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یہ لوگ اس طرح سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد ہونے کے لیے دھوکہ دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ دھوکہ دے، ہم اس سے دھوکہ کھانے کو تیار ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مال میں سے جو شے بھی اچھی لگتی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ بسا اوقات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مجلس میں تیس ہزار تک خرچ کر دیتے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لاکھ روپے دیے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سال میں وہ سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار سے زائد غلام آزاد کیے۔ آپ کی انگوٹھی میں یہ نقش تھا: ''عبداللہ لِلّٰہ''یعنی: عبداللہ، اللہ کا ہے۔ آپ کے پاؤں میں ایک شامی شخص کے نیزے کی نوک لگ گئی تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر ورم آگیا، اور اسی زخم کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ذوالحجہ کے مہینے میں ۷۲ھ، یا ۷۳ھ، میں مکۃ مکرمہ میں ہوا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین محصب میں ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین ذی طوی، یا سرف میں ہوئی۔ بوقتِ وصال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۸۷ سال تھی

۔(معرفة الصّحابة لأبي نعيم، عبدالله بن عمر بن الخطّاب، ۳/۱۷۰۷۔۱۷۱۲)

کروں۔ یعنی اس میں موجود نشانیوں میں تفکر کروں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسبِ حکم باہر لایا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ ربُّ العالمین میں عرض کیا: اے اللہ عزّ وجل! میں تیرے حضور اپنے نفس کا احتساب کر رہا ہوں کہ یہ میرے نزدیک معزّز ترین ومحبوب ترین نفس ہے۔ راوی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ توفیق دی کہ انتقال سے قبل بھی آپ اپنے نفس کے احتساب میں مشغول تھے۔(۴۸)

ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۴۹) حضرت سمرۃ بن سہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، وہ طاعون میں مبتلا تھے، وہ مجھے دیکھ کر رو پڑے، ان سے پوچھا گیا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ کیا وہ درد جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے آرام کر کے رکھ دیا ہے؟ یا پھر دنیا کی حرص، جس کی چمک دمک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ختم ہو چکی ہے؟ تو

۴۸۔ آپ کا مکمل نام حسن بن علی بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول ہیں، نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اہلِ کساء میں سے پانچویں ہیں، سیدۃ النساء کے صاحبزادے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رکھا، آپ ہم شکلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت غزوۂ احد کے ایک سال کے بعد ہوئی ۳ھ میں ۱۵ رمضان المبارک کو ہوئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ۶ ماہ پر مشتمل ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرواتے ہوئے حضرت معاویہ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس حج پیدل کیے، اور دو بار آپ نے اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت زہر کی وجہ سے ہوئی، کسی بد باطن نے آپ کو زہر دے دیا تھا، ۵۰ھ میں ۵۸ سال کی عمر میں مدینہ میں آپ کا وصال ہوا۔ حسین بن سعید بن عاص جو اس وقت مدینے کے امیر تھے، انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی والدۂ ماجدہ سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، الحسن بن علی بن ابی طالب، ۶۵۴/۲ بالزیادۃ)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ دونوں ہی چیزیں میرے رونے کا سبب نہیں ہیں، بلکہ میں تو اس پر رو رہا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا. مجھے اُس عہد کی پیروی بہت محبوب تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: شاید تم اُموال پاؤ، جو تم لوگوں کے درمیان تقسیم کردو گے، تو تمہیں اس تمام ہی مال میں سے فی سبیلِ اللہ ایک خادم کفایت کریگا۔ تو میں نے اس عہد کی پیروی کو محبوب جانا۔ (۴۹)

(۵۰) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: عہدِ رسالت پانے والے ایک شخص کی موت کا وقت قریب آیا، تو وہ رونے لگے، اُن سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اپنے بعد میں جن اشیاء کو چھوڑے جا رہا ہوں، اُن میں سے کسی پر میں نہیں رو رہا۔ سوائے تین خصلتوں کے (۱) سخت گرمی کے طویل دن میں بحالتِ روزہ پیاس برداشت کرنے، (۲) وہ راتیں جو نماز پڑھنے میں گزرتیں اور (۳) وہ صبح و شام جو راہِ خدا عزّ وجل میں گزرتیں، اُن کے چھوٹ جانے پر مجھے رونا آ رہا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۵۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو حضرت مریم بنتِ صفی بن فروۃ

۴۹۔ سنن الترمذی، کتاب الزّھد، باب ماجاء فی تقارب الزّمان ۔۔الخ، برقم: ۲۳۲۷، ۵۵۷/۴

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل نام خالد ابو ہاشم بن عتبۃ بن ربیعۃ ہے۔ آپ صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتحِ مکہ کے دن اسلام لے کر آئے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں سکونت اختیار کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک غزوہ میں بھیجا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا، اور فرمایا: تم اپنی مونچھوں میں سے کچھ مت لینا! حتّٰی کہ مجھ سے ملاقات کرو۔ اُن کے واپس آنے سے قبل ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ باکمال ہوگیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے: میں اس وقت تک مونچھوں کو کم نہیں کروں گا جب تک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ کرلوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاہدین میں سے تھے، جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا ذکر کرتے، تو فرماتے: وہ صالح آدمی ہیں۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں ہوا۔ (اسد الغابۃ، ۱۴۰۰ خالد

[illegible]، ۲/۱۶۶، ۶/۳۱۱)

رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: جب حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں، تو تم مجھے میری چار پائی پر عمامے کے ساتھ باندھ دینا! جب تم مجھے دفنا کر واپس آ جاؤ، تو اونٹ نَحر کرنا! اور کھانا کھلانا! (۵۰)

حضرت ابوعبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۵۲) حضرت یعقوب بن عبدالرحمٰن اپنے والدِ گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ابا جان! مجھے خوف تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اُمور میں سے کوئی اَمر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نازل ہوگا، مگر میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔ یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تیرے باپ پر تین چیزیں نازل ہوئی ہیں، اس میں سے پہلی چیز اس کے اعمال کا منقطع ہونا ہے۔ اور دوسری چیز قیامت کے دن کی ہولناکیاں ہیں۔ اور تیسری چیز اپنے احباء سے فرقت کا غم ہے۔ اور یہ مذکورہ چیزوں میں سے آسان تر ہے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! تو نے حکم فرمایا، میں نے کوتاہی برتی۔ اور تو نے گناہوں سے منع فرمایا، میں

۵۰۔ آپ کا مکمل نام عمران بن حصین الخزاعی ہے، آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابونجید ہے۔ آپ نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ متعدد غزوات میں شرکت کی، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے بصرہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی ڈاڑھی اور سر کے بال سفید تھے، آپ رضی اللہ تعالی عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو اہلِ بصرہ کو دین سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا تھا، آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو بواسیر کا مرض تھا، دورانِ مرض آپ کے گھر کے کونوں سے فرشتے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو سلام کیا کرتے تھے۔ جب آپ نے بیماری کے علاج کے لیے داغ لگوایا، تو پھر فرشتوں کے سلام کرنے کا سلسلہ ختم ہوگیا، پھر جب آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ سلسلہ علاج ختم کر دیا، تو فرشتے دوبارہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو سلام کرنے کے لیے آنے لگے۔ ۵۳ھ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ہوا۔ (معرفة الصحابة لأبي نعيم، عمران بن حصين أبو نجيد الخزاعي، ۴/۲۱۰۸)

معصیت کر بیٹھا۔ اے اللہ! تیری عادت تو معاف کرنا ہے، اور خطاؤں سے درگزر کرنا ہے۔

(۵۳) حضرت ابوشماسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، وہ نزع کی حالت میں تھے، پھر انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی سمت کرلیا، اور دیر تک روتے رہے، یہ دیکھ کر اُن کے صاحبزادے نے اُن سے عرض کیا: اے ابا جان! کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فلاں چیز کی بشارت نہیں دی تھی؟ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا چہرہ ہماری طرف کرلیا، پھر فرمایا: بلاشبہ جس چیز کو ہم افضل ترین سمجھتے ہیں وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ مجھ پر تین طرح کے دور گزرے ہیں، ایک وقت وہ تھا جب مجھے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی سے عداوت نہیں تھی، اور میں ہما وقت اسی فکر میں رہتا تھا کہ کسی طرح رسول اللہ ﷺ کو قتل کردوں۔ اگر اُس وقت میں مر جاتا، تو بلاشبہ جہنمی ہوتا۔ دوسرا وقت وہ تھا، جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا کی، میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمرو! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میں کچھ شرائط بیان کرنا چاہتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا: جو چاہے شرط بیان کرو۔ میں نے عرض کیا: میرے سابقہ گناہوں کی معافی ہو جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمرو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے، اور حج تمام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اس وقت مجھے حضور ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا، اور میری آنکھوں میں آپ ﷺ سے زیادہ کوئی شخصیت محبوب نہ تھی۔ اگر میں حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرنا چاہوں، تو بیان نہیں کرسکتا۔ میں حضور ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے اُنہیں آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکا، اگر اس وقت میں فوت ہو جاتا تو مجھے اُمید ہے کہ میں جنّتی ہو جاؤں گا۔ پھر اس کے بعد ہم کچھ اشیاء کے والی بنے، ان کے بارے میں میرا کیا حال ہے، میں نہیں جانتا۔ پس جب میں مر جاؤں، تو میرے پیچھے کسی نوحہ کرنے والی کو، اور آگ کو لے کر مت آنا! اور جب تم مجھے دفن کر چکو، تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا! پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر کھڑے رہنا

جتنی دیر میں اونٹ کو نحر کر کے، اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے کہ میں تم سے راحت پاسکوں حتیٰ کہ میں دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔(۵۱)

۵۱۔ صحیح مسلم، کتاب الأیمان، ۵٤۔ باب کون الأسلام یهدم ۔۔الخ، برقم:۱۹۲۔(۱۲۱)، ۱/۱۱۲

آپ کا مکمل نام ابوعبداللہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی والدہ کا نام نابغتہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ غزوۂ احزاب کے بعد نجاشی بادشاہ کے پاس گئے، اور وہیں آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کرلیا، ان کے اصحاب نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو پکڑ لیا، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا سارا مال لے لیا، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو غم میں مبتلا کر دیا، پھر نجاشی نے آپ کے اسلام لانے کو ظاہر کیا، تو ان لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا سارا مال آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو واپس لوٹا دیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ، اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ ہجرت کر کے آئے، اور سب نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضور ﷺ نے ان کو غزوۂ ذات السلاسل میں امیر بنا کر بھیجا کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ جنگی امور میں بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں فرمایا: لوگ اسلام لے کر آئے، اور عمرو ایمان لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عبداللہ، ابوعبداللہ اور امّ عبداللہ کتنے اچھے گھر والے ہیں! آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے دونوں بیٹے عمرو اور ہشام مسلمان تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلوایا میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، تو حضور ﷺ نے مجھے جنگی لباس اور ہتھیار کے ساتھ آنے کا حکم دیا، میں ہتھیار وغیرہ لے کر حاضر ہوا، تو اس وقت حضور ﷺ وضو فرمارہے تھے، حضور ﷺ نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا، پھر سر مبارک جھکا لیا، اور فرمایا: اے عمرو! میں تمہیں ایک غزوے میں بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالی تمہیں مالِ غنیمت عطا کرے، اور تمہیں سلامت بھی رکھے۔ اور تمہیں بہترین مال ملے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ میں مال کی رغبت میں اسلام لے کر نہیں آیا، میں اسلام کی طرف رغبت کرتے ہوئے اسلام۔ لے کر آیا ہوں، اور اس لیے اسلام لے کر آیا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: صالح آدمی کے لیے صالح مال بہت اچھا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں دو شخص کسی مسئلہ میں جھگڑتے ہوئے آئے، تو حضور ﷺ نے حضرت عمرو کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت ابوزید ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۵۴) حضرت ابوربیعہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیت نہیں کریں گے؟ فرمایا: میں کس چیز کی وصیت کروں؟ تم لوگ جانتے ہو کہ نہ تو میرے پاس کوئی درہم ہے، اور نہ دینار۔ نہ تو میرا کسی پر کوئی درہم، یا دینار نکلتا ہے، نہ کوئی مجھ سے میرے ربّ کے حضور جھگڑے گا، اور نہ میں کسی سے جھگڑوں گا۔ آپ سے پھر عرض کیا گیا: کچھ وصیت فرمائیے! تب آپ نے فرمایا: میری ایک جوان بیوی ہے جب میں مرجاؤں، تو اُس کے لیے کوئی نیک شخص تلاش کرنا! اور یہ میرا بیٹا ہے، میرے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں مصر کے حاکم تھے۔ آپ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، اور بحالتِ روزہ جنگ میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۴۳ھ۔ میں شبِ عید الفطر کو ہوا، آپ اس وقت بھی مصر کے حاکم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بروزِ عید دفنایا گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ آپ کے بیٹے نے عید الفطر کی نماز سے پہلے پڑھایا، اور آپ کو مقطم نامی علاقے میں دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریبًا سو سال عمر پائی۔ آپ نے بوقتِ وصال اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جب میرا انتقال ہوجائے، تو تم مجھے غسل دینا! اور میرے جسم کو نماز پڑھنے کی جگہ رکھنا! وہ عید کا دن ہوگا۔ جب سب لوگ آجائیں، تو اوّلاً میرا جنازہ پڑھانا! اور میرے جسم کو جلد قبرستان لے جانا! اور میرے دائیں، بائیں مساوی طور پر مٹی ڈالنا! اور جب مٹی ڈال چکو، تو میری قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھنا، جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کردیا جاتا ہے، تاکہ میں تمہاری موجودگی سے انس پاسکوں۔ آپ بوقتِ وصال آپ نے یہ کلمات کہے: اے اللہ! تو نے مجھے حکم دیا، میں اس کی بجا آوری نہیں کرسکا۔ تو نے مجھے بعض امور سے روکا، میں ان سے باز نہیں رہ سکا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنی گردن پر اس جگہ رکھا، جہاں طوق باندھا جاتا ہے۔ اور کہنے لگے: اے اللہ! میں قوی وطاقتور نہیں ہوں، میری مدد فرما! میں (برائیوں سے) بَری نہیں ہوں، تو میرا عذر قبول کرلے! میں تکبر کرنے والا نہیں ہوں، میں تو معافی کا طالب ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کلمات کی تکرار کرتے رہے حتّٰی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ (معرفة الصحابة لأبي نعيم، عمرو بن العاص بن وائل، ۱۹۸۷/۴۔ ۱۹۹۰) (اسد الغابة: ۳۹۷۱۔ عمرو بن العاص بن وائل، ۲۳۲/۴۔ ۲۳۴)

مرنے کے بعد جب تم اِسے دیکھو تو اِس کے سر پر ہاتھ پھیر دینا کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا: رسول اکرم، نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا: جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا، اُس کے ہر اُس بال کے عوض جس پر اُس کا ہاتھ گزرا، بروزِ قیامت ایک نور ہوگا۔ (۵۲)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پھر عرض کیا گیا: کچھ مزید وصیت فرمائیے! آپ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ باتیں ہیں جن کی ربیع بن خثیم نے وصیت کی ہے، اور اپنے نفس کو اِن میں مشغول رکھا ہے، اور وہ اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے، اور وہ کافی ہے حساب کرنے کو، اور اپنے نیکوکار بندوں کو جزاء دینے، اور انہیں ثواب عطا فرمانے کو۔ بے شک میں اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے، اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوں۔

(۵۵) حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اپنی (آخرت کے) ضروری سامان کی تیاری کر! اور (دنیاوی) توشے کے جمع خرچ سے فراغت اختیار کرلو! اور تم خود ہی اپنے نفس کے وصی بن جاؤ! اور دیگر لوگوں کو اپنا وصی مت بنا۔ (۵۳)

۵۲۔ مسند أمام أحمد، تتمة مسند الأنصار، برقم: ۲۲۱۵۳، ۳۶/۴۷۴

۵۳۔ تهذيب الكمال فی اسماء الرّجال، باب الرّاء، من اسمه ربيح و ربيع، ۱۸۵۹۔ الرّبيع بن خثيم، ۹/۷۴

آپ کا مکمل نام ربیع بن خثیم بن عائذ بن عبداللہ بن موھبہ ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو یزید ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعین میں سے ہیں۔ امام سفیان ثوری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابو وائل سے سوال ہوا کہ آپ بڑے ہیں، یا حضرت ربیع بن خثیم بڑے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: میں اُن سے عمر میں بڑا ہوں، اور وہ مجھ سے عقل میں بڑے ہیں۔ جب حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، تو کسی اور کو داخلے کی اجازت نہ ہوتی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابو یزید! اگر رسول اللہ ﷺ تمہیں دیکھتے، تو تم سے ضرور محبت فرماتے۔ اور میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں مجھے مخبتین (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے) یاد آجاتے ہیں۔ حضرت ربیع بن خثیم نے فرمایا: ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہو، وہ پژمردہ اور مضمحل ہوجاتی ہے۔ امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے

حضرت شدَّاد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۵۶) جب حضرت شداد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اے موت کی خبر دینے والے اہلِ عرب! اے موت کی خبر سنانے والے اہلِ عرب! مجھے اس اُمّت پر سب سے زیادہ خوف ریاکاری، اور مخفی شہوت کا ہے۔(۵٤)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۵۷) حضرت شریح بن عبید حضرمی بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابو مالک اشعری رضی

ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے اصحاب میں سب سے بڑھ کر صاحب ورع حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل وکمال بے شمار ہیں۔ ایک بار آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی صاحبزادی نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کیا: ابا جان! کیا بات ہے لوگ سو جاتے ہیں، لیکن آپ نہیں سوتے؟ تو آپ نے فرمایا: جہنم کی آگ تیرے باپ کو سونے نہیں دیتی۔ آپ کا انتقال عبیداللہ بن زیاد کے دور میں ۶۵ھ۔ ہوا۔(تهذيب الكمال في اسماء الرّجال، باب الرّاء، من اسمه ربيح و ربيع، ۱۸۵۹ ـ الرّبيع بن خثيم، ۹/۷۰ـ۷۶)

۵٤۔ آپ کا مکمل نام شدّاد بن اوس بن ثابت بن منذر ہے۔ آپ صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضرت حسان بن ثابت خزرجی انصاری کے بھتیجے ہیں۔ آپ کی کنیت ابویعلی ہے۔ آپ نے شام سے بیت المقدس میں سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت شدّاد رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: حضرت شدّاد کو علم، اور حلم دونوں سے نوازا گیا ہے۔ حضرت شدّاد رضی اللہ تعالی عنہ کثرت کے ساتھ اللہ تعالی کی عبادت کرنے والے تھے، اور اللہ تعالی کا بہت زیادہ خوف رکھنے والے تھے۔ جب رات میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے بستر پر سوتے، تو کانپنے لگتے، اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض کرتے: جہنم کی آگ میرے اور نیند کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ پھر آپ بستر سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگتے، اور صبح تک نماز پڑھتے لگتے۔ ۴۱ھ۔ میں آپ کا انتقال ہوا، اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔ آپ کا وصال حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ حکومت میں فلسطین میں ہوا، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی تدفین بیت المقدس میں ہوئی۔ (اسد الغابة، ۲۳۹۳، شداد بن اوس، ۲/۶۱۳، الاصابة في تمييز الصّحابة، ۳۸۶۶، شداد بن اوس، ۳/۲۵۸)

اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشعری قبیلے کے لوگوں سے فرمایا: جو تم میں سے یہاں موجود ہیں، وہ یہاں موجود نہ ہونے والے افراد تک یہ بات پہنچا دے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: دنیا کی مٹھاس آخرت میں کڑواہٹ ہے۔ اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت میں مٹھاس ہے۔ (۵۵)

حضرت ابو حفص عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۵۸) حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: بوقتِ وصال تمھارے والدِ گرامی نے آخری کلام کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت کی اولاد کے نام، عبدالعزیز، عبداللہ، عامر اور ابراہیم ہیں۔ ہم سب اس وقت کم عمر تھے۔ ہم نے انہیں یوں ہی تحیّت پیش کی، جس طرح دیگر سلام کرنے والوں اور الوداع کرنے والوں نے کی تھی۔ اور جو شخص ان کے نزدیک تھا، وہ اُن کا آزاد کردہ ایک غلام تھا۔ اُس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہیں کہ ان کے پاس نہ کچھ مال موجود ہے، اور نہ ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں کسی کو کچھ وصیت کی ہے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: میرے پاس کچھ نہیں کہ میں انھیں دوں، اور میں نے اِن میں سے کسی کے ثابت شدہ حق کو نہیں مارا، ان بچوں کا والی اللہ تعالیٰ ہے، جو صالحین کا والی ہے کہ یہ لڑکے مَردوں کی دو اقسام میں سے ہی ہوں گے، یا تو نیکوکار رہوں گے، یا پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ترک اور ضائع کرنے والے۔

(۵۹) حضرت مہاجر علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں: جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو چاہا، وہ وصیت فرمائی،

۵۵۔ المستدرك، كتاب الرّقاق، برقم: ۷۸٦۱، ٤/٣٤٥

حضرت ابو مالک الاشعری صحابیِ رسول ہیں۔ آپ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: آپ کا نام کعب بن عاصم ہے۔ بعض نے کہا: آپ کا نام عبید، حارث، یا عمرو تھا۔ آپ اصحابِ سقیفہ میں سے ہیں۔ (اسد الغابة، ٤٤٦٩، كعب بن عاصم الاشعرى، ٤/٤٥٤)

پھر فرمایا: میرے لیے قبر کھودنا! اور اسے زیادہ گہرا مت کرنا کہ زمین کا بہترین حصّہ سب سے اوپری حصّہ ہے۔ اور زمین کا بدترین حصّہ نچلا ترین ہے۔ (٥٦)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(٦٠) حضرت ابو سلمۃ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا وہ حالتِ نزع میں تھے، اور اُن کے اوپر اُن کا کفن رکھا ہوا تھا. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ میّت کو اُن کپڑوں میں اٹھایا جائے گا، جس میں اُس کی روح کو قبض کیا گیا۔ (٥٧)

پھر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے اہلِ خانہ کو وصیت کی ہے کہ وہ میرے جنازے کے پیچھے آگ لیکر نہ آئیں، اور نہ میری قبر پر اُونی خیمہ قائم کریں، اور نہ

٥٦۔ آپ کا مکمل نام عمر بن عبد العزیز بن مروان بن حکم القرشی الاموی ہے۔ آپ تابعی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین تھے، امام عادل تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام امّ عاصم حفصہ ہے، آپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا زاد بھائی سلیمان بن عبد الملک کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ بنے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی متقی پرہیز گار تھے۔ آپ کی خلافت ۲۹ ماہ رہی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی مثل تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی، اور فرمایا: میں نے اس نوجوان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ نماز پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کی ولادت ٦٣ھ میں ہوئی اسی سال حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ بچپن میں ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے دریافت کیا: تم کیوں رو رہے ہو؟ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: مجھے موت یاد آگئی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۱۰۱ھ میں رجب المرجب کے مہینے میں ہوا۔ (تهذيب الكمال في اسماء الرّجال، عمر بن عبد العزيز بن مروان ٢١/٤٣١)

٥٧۔ سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب مايستحبّ من تطهير ثياب الميت ۔۔الخ، برقم: ٣١١٤، ٣/١٩٠

ہی مجھے ارجوان سے رنگی چادر پر ڈال کر لے جائیں۔ (۵۸)

حضرت عبداللہ بن مغفّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۶۱) حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں. حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب میرا انتقال ہو جائے، تو میرے غسل کے آخر میں کافور ڈالنا! اور مجھے دو چادروں اور ایک قمیض کا کفن دینا کہ نبی پاک ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔ (۵۹)

۵۸۔ آپ کا مکمل نام ابوسعید خدری سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبۃ الانصاری الخزرجی ہے۔ آپ کی کنیت ابوسعید ہے، اور آپ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں۔ غزوۂ احد کے وقت آپ چھوٹے تھے، آپ کے والد اس جنگ میں شریک ہوئے، اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ امام خطیب نے فرمایا: حضرت ابوسعید فاضل ترین صحابہ میں سے تھے، اور آپ کو نبی پاک ﷺ کی متعدد احادیث یاد تھیں۔ کم عمر صحابہ میں حضرت ابوسعید سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں تھا۔ آپ کا وصال ۹۴ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا اور آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی آپ کا سالِ وفات ۷۴ھ میں، یا ۶۴ھ، یا ۶۳ھ، یا ۶۵ھ ہے۔ (معرفة الصّحابة لابی نعیم، سعد بن مالك بن سنان، ۳/۱۲۶۱، الاصابة فی تمییز الصحابة، ۳۲۰٤ سعد بن مالك بن سنان، ۳/۶۵)

۵۹۔ آپ کا مکمل نام عبداللہ بن مغفل بن عبد غنم ہے۔ آپ اصحابِ بیعتِ رضوان میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوسعید ہے۔ ابتداء مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائش تھی، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ چلے گئے تھے، اور وہیں مسجد کے پاس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا گھر تعمیر کرایا تھا۔ آپ ان افراد میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ﴾ (التوبة: ۹/۹۲)

ترجمہ: اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ۔ تم سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں اس پر یوں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں، اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا۔

آپ ان دس افراد میں سے ایک ہیں، جنہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو دین سکھانے کے لیے بصرہ روانہ کیا تھا۔ جب شہر تستر فتح ہوا، تو سب سے پہلے اس شہر میں داخل ہونے والے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس درخت کے نیچے

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۶۲) حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا: اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ. پھر اپنے ہاتھ کو چادر سے باہر نکال کر اُسے حرکت دی پھر فرمایا: بخدا یہ صبر اور فرمانبرداری کا مقام ہے۔ (۶۰)

حضرت سعید بن مسیّب علیہ الرّحمۃ کی وصیت

(۶۳) حضرت یعقوب بن عبدالرحمٰن زھری رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والدِ گرامی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرضِ وصال

نبی پاک ﷺ نے بیعت لی تھی، میں نے اس کی ایک ٹہنی پکڑی ہوئی تھی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔ ۵۹ھ۔ میں بمقامِ بصرہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا، اس وقت بصرہ کا حاکم ابن زیاد تھا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ ابو برزۃ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا۔ (اسد الغابۃ ۳۲۰۲، عبداللہ بن مغفل، ۳۰۹/۳)

۶۰۔ آپ کا مکمل نام ابوسعید الحسن بن ابوالحسن یسار البصری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادات وکبار تابعین میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت امّ سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی آزاد کردہ کنیز تھیں۔ جب آپ کی والدہ کسی کام میں مشغول ہوتیں، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے تو حضرت امّ سلمۃ آپ کو دودھ پلاتیں۔ آپ علم وتقوی زہد تمام اوصاف کے جامع تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سب حضرت امّ سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے دودھ کی برکت تھی۔ ابوعمرو کہتے ہیں میں نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ بصرہ میں سب سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔ آپ کا وصال ۱۱۰ھ میں ماہِ رجب المرجب میں بصرہ میں شبِ جمعہ کو ہوا۔ آپ کا نمازِ جنازہ، اور تدفین نمازِ جمعہ کے بعد ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں بصرہ کے تمام لوگوں نے شرکت کی، حتیٰ کہ جس دن آپ کا جنازہ تھا، اُس دن بصرہ کی جامع مسجد میں نمازِ عصر نہیں ہوئی کہ پیچھے کوئی باقی نہیں رہا تھا، جو وہاں نمازِ عصر پڑھتا۔ اسلام کے بصرہ میں آنے کے بعد میرے علم کے مطابق یہ پہلا موقع تھا کہ اُس مسجد میں نماز نہیں ہوئی۔ (وفیات الاعیان، الحسن البصری ۲، ۶۹/۲۔۔۷۲)

میں ارشاد فرمایا: میں اس حد بندی کرنے والے کی حد بندی سے بری ہو جو کہہ رہا ہے کہ سعید کے لیے بخشش کی دُعا مانگو، اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا۔ جب لوگوں نے آپ کو قبلہ کی سمت کرنا چاہا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُخ قبلہ کی طرف کررہے ہیں۔ فرمایا: کیا آج سے پہلے میرا منہ غیرِ قبلہ کی طرف تھا؟ میں اس فعل کو فلاں عمل کی طرح سمجھتا ہوں۔

(٦٤) حضرت زرعۃ بن عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا، وہ مرض الموت میں تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے حضرت محمد علیہ الرحمۃ کو بلایا، اور فرمایا: اے احمد! میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد ان میں سے کسی پر بھی عمل مت کرنا! اے زرعۃ! میں تمہیں اس پر گواہ بناتا ہوں۔ میرے جنازے کے پیچھے آگ لیکر مت آنا کہ جنازے کے پیچھے آنے والی یہ بڑی ہی بُری چیز ہے۔ اور میری موت کا مسجد میں اعلان مت کرنا! اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے، جو سعید بن مسیّب کے جنازے میں شریک ہو! میرے جنازے میں اتنے ہی افراد کافی ہیں، جو مجھے میرے رب عزّ وجلّ کے حضور پہنچا دیں۔ اگر چہ اُن کی تعداد چار ہی ہو۔ اور میرے جنازے میں کسی رونے والی عورت کو مت آنے دینا کہ مجھ پر روئے کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ مجھ پر جھوٹ باندھتے ہوئے یہ کہے کہ وہ ایسے ایسے آدمی تھے۔ (٦١)

٦١۔ آپ کا مکمل نام سعید بن مسیّب بن حزن بن ابی وھب ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ امام التابعین ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک ہیں۔ آپ کے والد مسیّب اور آپ کے دادا حزن دونوں صحابہ ہیں، اور فتحِ مکہ کے دن اسلام لے کر آئے۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت حضرت عمر کے خلافت کے تیسرے سال ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی زیارت کی، اور ان حضرات سے احادیث کا سماع کیا۔ آپ علمی حوالے سے اپنے زمانے میں اہلِ مدینہ کے سردار تھے۔ حضرت سعید کو فقیہ الفقہاء کہا جاتا تھا۔ حضرت قتادہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: میں نے سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کا

حضرت عامر بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۶۵) حضرت سعید بن ابوعروبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب حضرت عامر بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے دنیا کی کوئی چیز چھوٹنے کا افسوس نہیں۔ ہاں! افسوس ہے تو سردی کی راتوں میں قیام کے، اور سخت گرمی کے دنوں میں روزے رکھ کر پیاس برداشت کرنے کی سعادت کے چھوٹنے پر۔ (۶۲)

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۶۶) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ وصیت فرمائی کہ میرا کفن پھاڑ دیا جائے حتّٰی کہ میں اس کے ذریعے زمین

عالم کسی اور کو نہیں دیکھا۔ امام مکحول نے فرمایا: میں نے طلبِ علم کے لیے ساری زمین کا چکر لگایا، میں نے سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہیں دیکھا۔ حضرت سلیمان بن موسیٰ نے فرمایا: سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام تابعین میں سب سے بڑھ کر فقیہ تھے۔ حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد تھے۔ حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس حج کیے۔ آپ کی جلالتِ علمی، تقویٰ و پرہیز گاری پر علماء کا اجماع ہے۔ ۹۳ھ۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا، جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال کو سنۃ الفقہاء کہا جاتا ہے کہ اس سال کثیر فقہاء کا انتقال ہوا۔ (تہذیب الاسماء واللغات، باب سعید، ۱/۲۱۹۔۔۲۲۱)

۶۲۔ آپ کا مکمل نام عامر بن عبد بن قیس التمیمی العنبری البصری ہے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ عابد و زاہد اور ولی اللہ تھے۔ آپ عظیم تابعین میں سے تھے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: یہ اس امت کے راہب ہیں۔ ابوعمران الجونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عامر بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر رات گزارتے ہیں، کیا آپ کو شیر سے ڈر نہیں لگتا؟ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ڈروں۔ حضرت عامر طلوعِ آفتاب سے لے کر عصر تک نماز پڑھتے رہتے حتّٰی کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے، پھر آپ اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے: اے نفسِ امارہ! تجھے عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ آپ کا وصال حضرت معاویہ کے دورِ خلافت میں ہوا، اور آپ کا مزارِ پر انوار بیت المقدس میں ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ۴۔ عامر بن عبد قیس ۴/۱۵۔۔۱۹)

سے مل جاؤں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ کسی اور شخص نے ایسا کیا ہو۔ (٦٣)

عبدالملک بن مروان کی وصیت

(٦٧) حضرت ابو موسیٰ عمران بن موسیٰ مودب کہتے ہیں. منقول ہے کہ جب عبدالملک بن مروان نے موت کو قریب پایا، تو خادمین سے کہا: مجھے کسی اُونچے مقام پر لے جاؤ! جب کچھ جان میں جان آئی تو کہنے لگے: اے دنیا! تو کتنی عمدہ اور اچھی ہے۔ بلاشبہ تیرا طویل قصیر، اور تیرا کثیر، حقیر ہے۔ اور ہم ضرور تیرے بارے میں دھوکہ میں رہے۔ پھر اس نے یہ دو شعر کہے:

یعنی: اگر تو بالتفصیل مجھ سے سختی سے حساب لے گا، تو اے ربّ! تیرا یہ سختی سے حساب لینا، میرے لیے ایسا عذاب ہوگا جس کو برداشت کرنے کی مجھے طاقت نہیں۔ اور اگر تو درگزر سے کام لے گا، تو اے میرے ربّ! تو ایک بدکار کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہوگا۔ اور (تیرے عفوو

٦٣۔ آپ کا مکمل نام عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد ہے۔ اور آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو ثقیف کے وفد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ نے انہیں طائف کا عامل بنایا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفقہ فی الاسلام اور قرآن سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اس شوق کو دیکھ کر عرض کیا: یارسولِ اللہ ﷺ میں نے دیکھا ہے یہ لڑکا اپنے قبیلے کے تمام افراد میں سب سے زیادہ تفقہ فی الاسلام کا شوق رکھنے والا، اور قرآن سیکھنے کا سب سے زیادہ شوق رکھنے والا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں، نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کے ابتدائی دو سال آپ طائف میں بطورِ عامل رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمان اور بحرین کا عامل بنا دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں متعدد جنگوں میں حصہ لیا۔ حضور ﷺ کے وصالِ باکمال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ طائف کو ارتداد سے روکا۔ اور انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کی۔ پھر آپ نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ (اسد الغابۃ، ٣٥٨١ عثمان بن ابی العاص، ٣/٥٧٣)

درگزر سے) وہ تمام ہی گناہ گویا مٹی ہو جائینگے۔(٦٤)

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(٦٨) حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹوں کو جمع فرمایا. پھر اپنی زوجہ سے فرمایا: مجھے وہ امانت دکھادو، جو میں نے تمھارے پاس رکھوائی تھی۔ وہ حسبِ حکم مہر لگی ایک ٹوکری لے کر آئیں، جس پر تالا لگا ہوا تھا۔ مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہم سمجھے کہ اُس میں جواہرات ہوں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اِسے آج کے دن

٦٤۔ تهذيب الكمال في اسماء الرّجال، عبدالملك بن مروان ١٨/ ٤٠٨

اس کا مکمل نام ابو ولید عبدالملک بن مروان بن ابو العاص ہے۔ یہ مشہور اموی خلیفہ ہے۔ اس کی ولادت مدینہ میں ہوئی۔ یہ تابعی ہے۔ بقول مصعب بن عبداللہ الزبیری، ابن مروان اسلام میں وہ پہلا شخص ہے، جس کا نام عبدالملک رکھا گیا۔ یہ علماء اور فقہاء کے ساتھ مجالست کرنے والا تھا۔ اس نے چند احادیث روایت کیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ١٦ سال کی عمر میں مدینہ کا حاکم مقرر کیا، اور اس کے والد مروان کو ھجر کا حاکم مقرر کیا، پھر مروان کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے عبدالملک کو حاکم بنادیا۔ عبدالملک کی بیعت ٦٥ھ۔ میں ہوئی۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت بھی ٦٥ھ۔ ہی میں ہوئی۔ ایک موقع پر خطبہ دیتے ہوئے دورانِ خطبہ عبدالملک رونے لگا اور کہنے لگا: اے میرے ربّ! بے شک میرے گناہ عظیم ہیں۔ اور بے شک تیرا قلیل عفو، اُن عظیم گناہوں سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔ اپنے قلیل عفو سے میرے عظیم گناہوں کو مٹادے۔ جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دعا کے بارے میں معلوم ہوا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، اور فرمایا: اگر کوئی کلام سونے سے لکھا جاتا، تو اس کلام کو بالضرور سونے سے لکھا جاتا۔ جب عبدالملک کی موت کا وقت قریب آیا، تو اُس نے اپنے محل کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا، تو اس وقت دھوبی کے کپڑوں کو پتھر پر مارنے کی آواز آرہی تھی، وہ آواز سن کر عبدالملک نے پوچھا: یہ آواز کیسی ہے؟ بتایا گیا کہ دھوبی کپڑے دھو رہا ہے۔ یہ سن کر عبدالملک نے دوبارہ یہ جملہ کہا: کاش! میں بھی دھوبی ہوتا۔ عبدالملک کا انتقال ٨٦ھ۔ ٦٢ سال کی عمر میں دمشق میں ہوا۔ عبدالملک کی اولاد کی تعداد سترہ تھی۔

(تهذيب الاسماء واللّغات، عبدالملك بن مروان، ١/ ٣٠٩)(تهذيب الكمال في اسماء الرّجال، عبدالملك بن مروان ١٨/ ٤٠٨)

ہی کے لیے ذخیرہ کر رکھا تھا. پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زوجہ سے فرمایا: اسے کھولو! انہوں نے جب اُس مُقفل ٹوکری کو کھولا، تو اس میں ایک رومال رکھا تھا، جس پر تین کپڑے رکھے ہوئے تھے. آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کپڑوں کو دیکھ کر فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک، اور چادر مبارک ہے، جو مجھے حجۃ الوداع سے آنے کے بعد آپ ﷺ نے پہنائی تھی. جب حضور ﷺ نے مجھے قمیص پہنائی، تو میں کچھ دیر خاموش کھڑا رہا، پھر بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے یہ تہبند عطا کر دیجیے، جو آپ ﷺ کے جسمِ اقدس پر ہے. یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے مُعاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں گھر پہنچ کر یہ تمھیں بھجوادوں گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: پھر نبی پاک ﷺ نے وہ تہبند مجھے بھجوادی۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے حجّام کو بلایا، تو اس نے حضور ﷺ کے سر مبارک، اور ڈاڑھی مبارک کے بال تراشے۔ یہ منظر دیکھ کر میں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ! یہ موئے مبارک مجھے عطا فرما دیجیے! حضور ﷺ نے فرمایا: اے مُعاویہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ بال لے لو! وہی موئے مبارک اِس چادر کے کنارے میں سلے ہوئے ہیں۔ جب میں مر جاؤں، تو تم مجھے حضور ﷺ کی چادر مبارک میں داخل کر دینا! اور حضور ﷺ کا تہبند مبارک مجھے پہنا دینا! اور حضور ﷺ کے موئے مبارک لے کر میرے جبڑوں، اور میرے نتھنوں میں رکھ دینا! اور بقیہ موئے مبارک میرے سینے پر ڈال دینا! اور مجھے میرے ربّ کی رحمت کے حوالے کر دینا! جو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (٦٥)

٦٥۔ آپ کا مکمل نام معاویۃ بن ابوسفیان صخر ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد صخر، اور والدہ ھند بنت عتبۃ کا نسب عبد بن شمس میں مجتمع ہوتا ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد، آپ کی والدہ آپ کے بھائی یزید، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فتحِ مکہ کے دن اسلام لائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو ہوازن کے مالِ غنیمت میں سے سو اونٹ، اور چالیس اوقیہ عطا فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے والد مؤلّفۃ القلوب میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی، حضرت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کا والی بنایا گیا، اُن کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کا والی مقرر کر دیا۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مھدی بنادے! اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے! جب حضرت عمر

حضرت ابوعطیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(٦٩) حضرت حماد بن سعید بن ابوعطیہ مذبوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوعطیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آہ وفغاں کرنے لگے۔ لوگوں نے حیرانی سے پوچھا: کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آہ وفغاں کر رہے ہیں؟ فرمایا: میں کیوں آہ وفغاں نہ کروں کہ وہ گھڑی آچکی ہے، اور مجھے معلوم نہیں کہ مجھے کہاں لے جایا جائے گا۔ (٦٦)

حضرت ابوسہل کثیر بن زیاد بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(٧٠) حضرت عبداللہ بن شوذب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں. بوقتِ وفات حضرت ابو سہل کثیر بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا: حضور! ہمیں کچھ وصیت فرمائیں! تو آپ نے فرمایا: تم اپنی دنیا کو آخرت کے بدلے فروخت کر دو! تو تمہیں دونوں میں نفع ہوگا۔ اور تم اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے مت بیچنا! ورنہ دونوں میں گھاٹا پاؤ گے۔ (٦٧)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ ٦٠ ھ۔ ١٥ رجب میں ٧٨ سال کی عمر میں ہوا۔ (أسد الغابة، ٤٩٨٤۔معاوية بن صخر بن ابی سفیان، ٢٠١/٥۔۔٢٠٤)

٦٦۔ آپ کا مکمل نام عبدالرحمٰن بن قیس بن سواء ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعطیۃ المذبوح ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ یرموک میں شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مذبوح اس لیے کہا جاتا ہے کہ جنگِ یرموک میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر لگا تھا، وار ایسا کاری تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھال پھٹ گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پانی پیتے تو مشروب نظر آتا تھا۔ اس واقعہ کے ایک عرصہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات رہے، اسی وجہ سے آپ کو مذبوح کہا جاتا ہے۔ (الإصابة فی تمییز الصّحابة :عبدالرحمن بن قیس بن سواء، ٨٣/٥)

٦٧۔ آپ کا مکمل نام ابوسہل کثیر بن زیاد البرسانی الازدی العتکی البصری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلخ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اہلِ خراسان اور اہلِ بصرہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن بصری کے اصحاب میں سے ہیں۔ (الثقات لابن حبان، باب الکاف، ٣٥٣/٧)

حضرت ابو میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۷۱) حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ارقم بن شرحبیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وصیت کی کہ وہ بوقتِ انتقال اُنہیں "لا اله الا الله" کی تلقین کریں! اور حضرت شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ مسلمانوں کے قاضی ہیں، وہ نمازِ جنازہ پڑھائیں۔(۶۸)

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۷۲) حضرت سلیمان بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ سمرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اپنے بیٹوں کے نام وصیت ہے: "بسم الله الرحمن الرحيم" "میں تمھارے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔ بعد از حمد میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، نماز قائم رکھنے، زکوۃ دینے، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرنے، اور اللہ تعالیٰ، اور اسکے پیارے حبیب ﷺ، اور اُسکی کتاب، نیز خلیفۂ وقت کے احکامات کو بغور سُننے، اور اُسکی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خلیفہ، اللہ تعالیٰ کے اَوامر کو نافذ کرنے والا ہوتا ہے، اور میں مسلمانوں کی خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں۔ بعد ازاِن وصیتوں کے سنو! حضور ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم

۶۸۔ آپ کا مکمل نام ابو میسرۃ عمر بن شرحبیل الھمدانی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم الشان تابعی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو وداعۃ کے محلّے کی مسجد کے امام تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عابدین وزاہدین میں سے تھے۔ حضرت یونس بن اسرائیل بیان کرتے ہیں کہ جب بھی حضرت عمر بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ ملتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی خرچ کرتے، پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والے ان پیسوں کو شمار کرتے، تو اتنی ہی رقم پاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر والوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلاتے، اور کہتے کہ تم اس طرح خیرات کیوں نہیں کرتے؟ تو وہ کہتے: اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ پیسے کم نہیں ہوں گے، تو ہم ضرور خرچ کرتے۔ یہ سن کر آپ نے کہا میں اپنے ربّ سے شرط نہیں لگاتا۔ آپ کا انتقال عبید اللہ بن زیاد کے دورِ حکومت میں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ حضرت قاضی شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا۔(سير أعلام النبلاء، ۴۲، أبو ميسرة عمر بن شرحبيل الهمداني، ۴/۱۳۵-۱۳۶)

میں سے ہر ایک ہر شب فرض نماز کے بعد تھوڑی یا زیادہ نفل نماز پڑھے! اور ہم اُس نماز کو وتر کرلیا کرتے تھے۔ اور حضور ﷺ دن ورات کی جس گھڑی میں چاہتے، نماز پڑھنے کا حکم فرماتے، مگر ہمیں یہ حکم دے رکھا تھا کہ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے باز رہیں کہ شیطان سورج کے غروب ہوتے وقت اُس کے ساتھ غروب ہوتا، اور سورج کے طلوع کے وقت اُس کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔ اور ہمیں تمام ہی نمازوں کی نگہداشت رکھنے کا حکم فرمایا۔ اور ہمیں صَلوٰۃ الوُسطیٰ کی نگہداشت کی وصیت فرمائی۔ اور ہمیں یہ بھی خبر دی کہ صَلوٰۃ الوُسطیٰ نمازِ عصر ہے۔ (۶۹)

حضرت حمید بن عبد الرحمٰن حمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۷۳) حضرت حماد بن سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت حمید بن عبد الرحمٰن حمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت میں پڑھا کہ لکھا تھا: حمید بن عبد الرحمٰن حمیری نے یہ وصیت کی کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور قیامت آنے والی ہے، اُس میں کچھ شبہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ قبروں سے مردوں کو اٹھائے گا۔ اور اُس نے اپنے بعد اپنے اَہل کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، اور آپس میں محبت واتفاق سے رہنے، اور بحالتِ اسلام مرنے کی وصیت کی ہے۔ (۷۰)

۶۹۔ آپ کا مکمل نام سمرۃ بن جندب بن ہلال بن حریج ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو سعید ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ میں رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ آپ کو مدینہ منورہ لے آئیں، اور پھر انہوں نے مری بن سنان انصاری سے شادی کرلی۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی کفالت میں پلے بڑھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک سے زائد غزوات میں شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ آپ کا وصال ۵۹ھ۔ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گرم پانی کا پتیلا گر گیا، جس کے سبب آپ کا انتقال ہوگیا۔ (أسد الغابة ۲۲٤۲ سمرة بن جندب ۲/٥٥٤)

۷۰۔ حضرت حمید بن عبد الرحمٰن الحمیری تابعی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصری ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبردست فقیہ، اور عالم تھے۔ امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اہلِ بصرہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بڑھ کر فقیہ تھے۔ (تهذيب الكمال، باب الحاء، من اسمه حميد، حميد بن عبد الرحمن الحميري البصري، ۷/۳۸۱)

حضرت ابوبکر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۷۴) حضرت ابن عون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوقتِ وفات یہ وصیت کی: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ وہ باتیں ہیں جن کی وصیت محمد بن ابوعمرہ نے اپنے بیٹوں اور اپنی بیوی کو کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو! اور آپس میں پیار ومحبت سے رہو! اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو، اگر تم مسلمان ہو۔ اور اس نے اسی طرح وصیت کی ہے، جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی:

﴿ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (۷۱)

ترجمہ: اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کی وصیت محمد بن ابوعمرہ نے اپنے بیٹوں اور اپنی بیوی کو کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو! اور آپس میں پیار ومحبت سے رہو! اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ وصیت کی کہ اُن کے بیٹے انصار کا بالخصوص انصار کا اور بالعموم اپنے دیگر اسلامی بھائیوں کا سردار بننے کی رغبت نہ کریں! (یاد رکھو!) عفت اور صدق، ریاء اور جھوٹ سے بہتر ہیں، اور باقی رہنے والے معزز اوصاف ہیں۔ اور اگر اس مرض کے درمیان کوئی اور وصیت میرے دل میں آئی، تو مجھے اپنی اس وصیت کو تبدیل کرنے کا اختیار ہے۔ پھر آخر میں انہوں نے اپنی حاجات کا ذکر کیا۔ (۷۲)

۷۱۔ البقرۃ: ۲/۱۳۲

۷۲۔ آپ کا مکمل نام ابوبکر محمد بن سیرین البصری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے چالیس ہزار درہم کے بدلے مکاتبت کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت اس وقت ہوئی، جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دو سال باقی رہ گئے تھے۔ حضرت ابوبکر محمد بن سیرین فقیہِ بصرہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوابوں کی تعبیر بیان کرنے میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ کا وصال بروزِ جمعہ شوال کی نو تاریخ کو ۱۱۰ھ۔ میں بصرہ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجہیز و تکفین آپ نے کی، اور ان کی وصیت کے مطابق نمازِ جنازہ بھی امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا۔ (وفیات الأعیان: محمّد

بن سیرین: ۴/۱۸۱)

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وصیت

(۷۵) حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھ پر رونا دھونا مت کرنا کہ میں جب سے اسلام لے کر آیا ہوں، کسی گناہ سے آلودہ نہیں ہوا۔(۷۳)

حضرت اھبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

(۷۶) حضرت عدیسہ بنت اُھبان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: جب میرے والدِ گرامی حضرت اھبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: مجھے سلے ہوئے قمیص کا کفن مت دینا! پس جب حضرت اھبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا، اور انہیں غسل دے دیا گیا، تو لوگوں نے مجھے پیغام بھجوایا کہ حضرت کے لیے کفن بھیج دو۔ میں نے اُن لوگوں کو کفن بھجوادیا۔ کفن دیکھ کر لوگوں نے کہا: اِس میں قمیص کہاں ہے؟ میں نے کہا: مجھے میرے والدِ گرامی نے منع فرمایا تھا کہ انہیں سلے ہوئے قمیص میں کفن نہ دیا جائے۔ تو کسی نے کہا: قمیص تو ضروری ہے۔ پھر میں نے ایک شخص کو دھوبی کے پاس بھیجا، میرے والد کا قمیص اس کے پاس تھا، وہ قمیص لے آیا، اور وہ والد صاحب کو پہنا دیا گیا۔ پھر وہ میرے والد صاحب کا جنازہ لے گئے، اور میں نے اپنا دروازہ بند کرلیا، اور اُن کے پیچھے چل پڑی، تدفین سے فراغت

۷۳۔ آپ کا نام ابوسفیان مغیرہ بن الحارث القرشی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ نیز حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے جنّت کی گواہی دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہجرت کے بیس سال بعد ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال حج سے واپسی پر مدینہ منورہ میں ہوا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کے وصال کا سبب یہ ہوا کہ آپ کے سر میں ایک پھوڑا تھا، حجّام نے بال مونڈتے ہوئے وہ پھوڑا بھی کاٹ دیا، جس کے سبب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت خراب ہوگئی، اور اسی زخم کے سبب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔(أسد الغابة: ۵۹۶۶أبو سفیان بن الحارث القرشی، ۶/۱۴۱)

کے بعد جب واپس اپنے گھر لوٹ کر آئی، تو وہی قمیص گھر میں پائی۔ میں وہ قمیص لے کر اُن لوگوں کے پاس گئی، جنھوں نے میرے والد صاحب کو غسل دیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے والد صاحب کو قمیص میں کفنایا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں نے قمیص دکھا کر پوچھا: کیا وہ یہی قمیص تھی؟ انہوں نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ (۷۴)

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۷۷) صالح بن رستم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: ہمیں ہمارے دوست نے یہ خبر دی کہ حضرت ابنِ واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو کثیر لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوگئے۔ جب میں حضرت ابنِ واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا، عیادت کو آنے والے کئی افراد بیٹھے ہوئے تھے اور کئی لوگ کھڑے تھے۔ حضرت ابنِ واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مجھے بتاؤ کل جب مجھے میری پیشانی اور قدموں سے پکڑ لیا جائے گا تو یہ لوگ مجھے کیا نفع پہنچا سکیں گے؟ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰھُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴾ (۷۵)

ترجمہ: مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے، تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالیں جائیں گے۔ (۷۶)

۷۴۔ آپ کا نام اھبان بن صیفی الغفاری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال بصرہ میں ہوا۔ (اسد الغابة، وھبان صیفی ۵۵۰۱، ۴۳۲/۵)

۷۵۔ الرّحمن: ۴۱

۷۶۔ آپ کا مکمل نام محمد بن واسع بن جابر بن الاخنس الازدی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو بکر ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں، امام ربانی ہیں، علماءِ اعلام میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے میں اہلِ بصرہ میں سب سے افضل سمجھے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی خوف وخشیت کے حامل تھے، تقوی و پرہیزگاری آپ کا شعار تھا۔ حضرت سلیمان التیمی نے فرمایا: ہر شخص یہی خواہش رکھتا ہے کہ وہ حضرت محمد بن واسع کے نامۂ اعمال جیسا نامۂ اعمال لے کر اللہ تعالیٰ

حضرت ابومیسرۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۷۸) حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں. حضرت نے بوقتِ وصال یہ وصیت فرمائی کہ ان کی قبر پر لوگ بانس رکھیں ۔راوی کہتے ہیں: لوگوں نے چار خشک لکڑیاں آپس میں ملا کر آپ کی قبر پر رکھیں ۔(۷۷)

حضرت غُضَیف بن حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۷۹) حضرت اسد بن وادعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت غُضیف بن حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب تھا، اُس وقت اُن کے بھائی اُن کے پاس حاضر تھے ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا: کیا تم میں سے کوئی سورۂ یٰسین پڑھ سکتا

سے ملاقات کرے ۔حضرت جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ جب مجھے اپنے دل میں قساوت محسوس ہوتی، تو میں حضرت محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے چلا جاتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ خدا کے غلبہ کی وجہ سے گویا ایسے نظر آتے، جیسے وہ عورت ہوتی ہے جس کی اولاد مرگئی ہو۔ایک شخص نے حضرت محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نصیحت کا عرض کیا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت کے بادشاہ بن جاؤ۔اس نے عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم دنیا میں زہد اختیار کرلو! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سال تک اللہ تعالیٰ کے خوف سے یوں چھپ کر روتے رہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو بھی اس کا علم نہیں تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے رکھا کرتے تھے لیکن کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے دار ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مالک بن منذر حاکمِ وقت نے عہدۂ قضاء سنبھالنے کا حکم دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بات کو رد کردیا۔اس نے کہا: یا تو تم عہدۂ قضا سنبھال لو، یا پھر میں تم کو تین سو کوڑے ماروں گا ۔آپ نے فرمایا: تم کوڑے مارنے کی طاقت رکھتے ہو، لیکن دنیا میں ذلیل ہونا، آخرت میں ذلیل ہونے سے بہتر ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ باکمال ۱۲۳ھ یا ۱۲۷ھ میں ہوا۔(سیر اعلام النّبلاء تاریخ الطّبقة الرّابعة، ۳۳ ـ محمّد بن واسع بن جابر الأخنس، ۶/۱۱۹ـ۱۲۳)

۷۷ـ سیر أعلام النّبلاء، ۴۲ ـأبو میسرة عمر بن شرحبیل الهمدانی، ۴/۱۳۵
ان کے حالات ماقبل مذکور ہوئے۔

ہے؟ تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا: جی ہاں! تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم تلاوت کرو، اور ترتیل کا لحاظ رکھو! اور دیگر لوگ خاموش رہیں! اُن صاحب نے ترتیل سے تلاوت کرنا شروع کردی لوگ توجّہ سے سُن رہے تھے، جب وہ صاحب تلاوت کرتے ہوئے اِس مقام پر پہنچے:

﴿ فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴾ (۷۸)

ترجمہ: تو پاکی ہے اُسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے۔ اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

تو حضرت غضیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ حضرت ابو اسد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: تم میں سے جس کی موت کا وقت قریب آجائے، اور موت کی تکالیف اس پر سخت ہوں، تو اس کے پاس سورۂ یٰسین کی تلاوت کرنی چاہیے کہ یہ موت کو آسان کر دیتی ہے۔(۷۹)

۷۸۔ یٰس:۸۳

۷۹۔ الإصابة في تمييز الصّحابة، الغين بعدها الضّاد والطّاء، ۶۹۲۸۔ غضيف، ۲۴۹/۵
آپ کا نام غُضَیف بن حارث ابن زنیم السکوتی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غُطیف بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ میں، جب کہ بعض نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ امام مکحول بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت غضیف نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر بن خطّاب کے پاس سے گزرا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھ موجود ایک شخص سے فرمایا: غطیف کتنا اچھا جوان ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے مجھ سے کہا: اے نوجوان! میرے لیے بخشش کی دعا کرو! میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے! آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں صحابی رسول ﷺ ابوذر ہوں۔ یہ سن کر میں عرض کیا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے لیے بخشش کی دعا کریں۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: میں ابھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہاں سے گزرا، تو انہوں نے فرمایا: غطیف کتنا اچھا جوان ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے حق عمر کی زبان پر جاری فرما دیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مروان بن حکم، یا عبدالملک بن مروان کے دور میں ۸۰ھ۔ کے قریب ہوا۔ (تهذيب الكمال، غضيف ويقال غطيف بن الحارث، ۱۱۲/۲۳۔۱۱۶)

حجّاج بن یوسف کی وصیت

(۸۰) حضرت حکیم عنسی اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: حجاج بن یوسف کی نزع کے وقت میں اُس کے پاس موجود تھا، بوقتِ موت حجاج بن یوسف کہہ رہا تھا: اے سعید بن جبیر! میرے لیے کیا ہے؟ اور تیرے لیے کیا ہے؟ (۸۰)

حضرت وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۸۱) حضرت ملیح بن وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: مکّہ مکرّمہ کے راستے میں میرے والدِ گرامی بیمار ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت بگڑ گئی، اور آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرب کے عالَم میں تھے۔ اِسی اثنا میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیٹ سے تہبند ہٹا دیا، حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقام سے تہبند نہیں سرکاتے تھے۔ میں نے اُن کے تہبند کو پکڑ کر صحیح کر دیا۔ آپ نے پھر تہبند پیٹ سے سرکا دیا میں دوبارہ تہبند صحیح

۸۰۔ اس کا مکمل نام حجاج بن یوسف بن ابوعقیل ثقفی ہے۔ اس کی پیدائش ۴۵ھ۔ طائف میں ہوئی، اور یہیں اس نے اپنی زندگی بسر کی۔ اس کے والد بنو امیہ کے وفاداروں میں سے تھے۔ حجّاج مروان کے ساتھ مختلف جنگوں میں شریک رہا، پھر یہ عبدالملک بن مروان کے ساتھ ملحق ہوا، اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں اس کے ساتھ شریک تھا۔ پھر یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقابلہ کے لیے مکّہ مکرّمہ گیا، اس نے خانۂ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے، حتّیٰ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا۔ اس نے متعدد علماء وفقہاء کو بھی شہید کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حجّاج کے بارے میں فرمایا: اگر ہر اُمّت کے خبیث ترین آدمی کو پیش کیا جائے، اور ہم اپنی امت کے حجّاج کو پیش کر دیں، تو وہ سب پر غالب آجائے گا۔ امام ترمذی نے ھشام بن حسان کے طریق سے بیان کیا کہ ہم نے ان نہتّے افراد کو شمار کیا، جنہیں حجّاج نے قتل کیا، ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ حضرت طاؤس نے فرمایا: مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو حجّاج کو مسلمان قرار دیتا ہے، حالانکہ اُس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو کافر قرار دیا، جن میں حضرت سعید بن جبیر، امام نخعی اور امام مجاہد، حضرت عاصم بن ابی نجود، اور امام شعبی وغیرہ تھے۔ حجّاج، حضرت سعید بن جبیر کو شہید کرنے کے کچھ عرصہ بعد ہی زندہ رہا۔ اس کا انتقال ۹۵ھ، میں مقامِ واسط میں ہوا۔ (تہذیب التہذیب، من اسمہ حجّاج، ۲/۲۰۹۔۔۲۱۳)

کرنے کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے فرمایا: جانِ پدر! رہنے دو۔ میں نے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا: جب بلا نازل ہوتی ہے، تو حیاء چلی جاتی ہے۔(۸۱)

حضرت احمد بن ابوالحواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۸۲) حضرت حسن بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے والد صاحب نے فرمایا: میں بوقتِ نزع حضرت احمد بن ابوالحواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا، اُن کا سا شخص میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ اور اب اُن کی حالت یہ تھی کہ سوکھ کر کانٹا ہو چکے تھے۔ انہوں نے روتے ہوئے تہبند کے نیچے سے اپنے ہاتھ کو نکالا، اور آسمان کی کی طرف اٹھایا۔ وہ بار بار یہی کہہ رہے تھے: ہائے اخروی خطرات کا خوف! ہائے ہائے اخروی خطرات۔(۸۲)

حضرت زکریّا بن عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۸۳) حضرت ابوعوف عبدالرحمٰن بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیّت سے بڑھ کر افضل وصیت کسی کی نہیں لکھی۔ جب

۸۱۔ آپ کا مکمل نام وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی بن فرس بن جحمۃ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبع تابعین میں سے تھے، اور امام فی الحدیث تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالتِ علم، وفورِ علم، تقوی و پرہیزگاری اور ثقاہت پر علماء کا اجماع ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۷ھ۔ ہوئی۔ حضرت ابن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: امام وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوفہ میں آپ کی مثل کوئی اور فقیہ اور محدّث نہیں تھا۔ اور آپ کا وصال ۱۹۷ھ۔ میں حج سے واپسی پر مقامِ فید میں ہوا۔(تهذيب الأسماء واللّغات، حرف الواو، ۲/۱۴۲۔۱۴۳)

۸۲۔ آپ کا مکمل نام احمد بن ابوالحواری عبداللہ بن میمون الثعلبی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عبداللہ بن میمون ہے۔ آپ کی ولادت ۱۶۴ھ۔ میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے امام، اور اہلِ شام کے شیخ تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق کوفہ سے تھا۔ انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے۔ امام یحیی بن معین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا: اہلِ شام پر بارش ان کے سبب ہوتی ہے۔ حضرت جنید علیہ الرّحمہ نے فرمایا: احمد بن ابوالحواری شام کے پھول ہیں۔ آپ کا وصال ماہِ رجب ۲۴۶ھ میں ہوا۔(تهذيب الكمال في أسماء الرّجال، أحمد بن عبدالله ۔۔الخ، ۱/۳۷۱۔۔۳۷۵)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دونوں ہاتھ بلند کر کے عرض کیا: اے اللہ عزّ وجل! میں تجھ سے ملاقات کرنے کا مشتاق ہوں۔ (۸۳)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۸۴) حضرت مسیب بن رافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت علقمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوقتِ وفات اپنے دوستوں سے فرمایا: مجھے ''لا اله الا الله'' کی تلقین کرنا! (۸٤)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

(۸۵) حضرت بکر عابد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ

۸۳۔ آپ کا مکمل نام زکریا بن عدی التیمی ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابن زُرَیق ہے۔ آپ امام فی الحدیث، حافظ الحدیث تھے۔ آپ کے والد عدی ذمّی تھے، بعد میں اسلام لے کر آئے۔ حضرت زکریا رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق کوفہ سے تھا، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے زہد وورع کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار آپ کی آنکھ میں کچھ تکلیف ہوگئی، ایک شخص کوئی سرمہ لے کر آپ کے پاس آیا، آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے مجھ سے حدیث سنی ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے سرمہ نہیں لیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ۲۱۱ھ۔ جمادی الاولی میں ہوا۔ نیز ایک قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ۲ جمادی الآخر ۲۱۲ھ۔ بغداد میں ہوا۔ (سیر أعلام النّبلاء، ۱۱٤۳، زکریا بن عدی التیمی، ۱۰/ ٤٤٢۔۔٤٤٥)

۸٤۔ آپ کا مکمل نام علقمۃ بن قیس بن عبداللہ ابوشبل النخعی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ جلیل القدر تابعی تھے۔ آپ حضور ﷺ کے زمانۂ مبارکہ میں پیدا ہوئے، طلبِ علم اور جہاد کے لیے آپ نے ہجرت کی، اور کوفہ تشریف لائے، اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی صحبت کو لازم کر لیا حتّی کہ علم وعمل میں یکتا ہوگئے، متعدد علماء نے آپ سے علم حاصل کیا، جن میں سرِ فہرست حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت امام شعبی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ، اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں کو فتوی دیا کرتے تھے، حضرت علقمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ۶۲ سال کی عمر میں یزید کے دورِ حکومت میں ہوا۔ (سیر أعلام النّبلاء: علقمة بن قیس بن عبدالله ۔۔الخ، ٤/ ٥٥۔۔ ٦١)

اللہ تعالیٰ علیہ نے بوقتِ وصال بارگاہِ ربّ العالمین میں عرض کیا: اے ارحم الرّاحمین! مجھ پر رحم فرما! میں دنیاوالوں کے درمیان زمین پر پڑا ہوں، اپنے نفس کی درستگی کی کوشش کرر ہا ہوں۔(۸۵)

۸۵۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت آپ عظیم الشان، رفیع المقام فقیہ، بلکہ امام الفقہاء ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی۔حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے کا بیان ہے کہ میں اسمٰعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان ابناء فارس سے ہوں۔اور ہم لوگ احرار میں سے ہیں، ہم کبھی غلام نہیں رہے۔میرے جدِ محترم امام ابوحنیفہ ۸۰ھ۔میں پیدا ہوئے اور حضرت ثابت بن النعمان بن المرزبان حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کم عمر تھے،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خیر وبرکت کی دعا کی اوران کی اولاد کے لیے برکت کی دعا کی، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں وہ دعا قبول فرمائی۔(وفیات الأعیان، حرف النّون، الامام أبو حنیفة، ۵/۴۰۵)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا زمانہ بھی پایا،لیکن ان سے روایت نہیں کی، لیکن اُن کی رؤیت سے مشرف ہوئے۔(الدرّ المختار، مقدّمة، ۱/۵۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ حنفی کے پیشوا ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام اور مسلمین کے لیے جو خدمات ہیں، اس قدر زیادہ ہیں کہ مسلمان ان سے عہدہ برآں نہیں ہوسکتے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عابدوزاہد تھے، اپنے وقت میں علماء کے سرخیل تھے۔اپنے خداداد علم کی روشنی میں حضور ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں بھی آپ کی شان وعظمت کو بیان فرمایا: حضور ﷺ سے روایت ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے مجھ پر فخر فرمایا، اور میں اپنی اُمت میں سے ایک شخص پر فخر کروں گا، جس کا نام ''نعمان'' ہوگا، اور اس کی کنیت ''ابوحنیفہ'' ہوگی۔ایک دوسری روایت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام مجھ پر فخر کریں گے ، اور میں ابوحنیفہ پر فخر کروں گا۔جس نے اس سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔اور جس نے اس سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ موضوع حدیث ہے۔لیکن ''اَلضِیَاءُ الْمَعْنَوِی'' میں ابن جوزی کے اس قول کو تعصّب پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ یہ حدیث متعدد اور مختلف طرق سے روایت کی گئی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا: ۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت اٹھائی جائے گی۔شمس الائمہ کردری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ کی ذات پر محمول ہے، کیونکہ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ دیگر احادیثِ صحیحہ بھی آپ کی شان میں وارد ہیں، جو آپ کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا، اور امام شیرازی، اور امام طبرانی نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے ان الفاظ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر علم ثریا کے پاس معلق ہوتا، تو بھی ابنائے فارس اسے حاصل کر لیتے۔اور امام طبرانی کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: عرب اسے نہ پائیں گے، ابنائے فارس ضرور حاصل کر لیں گے۔امام مسلم کی روایت میں ہے: اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا، تو بھی ابنائے فارس جاتے حتی کہ اسے حاصل کر لیتے۔اور حضراتِ شیخین کی روایت میں ہے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر دین ثریا پر معلق ہوتا، تو بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔دیلمی کی روایت ہے، خَیرُ العَجَمِ فارِسا اور امام ابو حنیفہ کے دادا فارس ہی سے تھے، اکثر علماء کی یہی تحقیق ہے۔(الخیرات الحسان ،المقدمۃ الثالثۃ ،ص: ۲۴۔۔۲۷)

اکابر علماء آپ کی شان میں رطب اللّسان رہے۔کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میں تورات میں فقہاء کے نام، اور ان کی صفات لکھی ہوئی پاتا ہوں، اور میں اس میں ایک شخص کا نام نعمان بن ثابت پاتا ہوں، اس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی۔اس کی فقہ وعبادت، حکمت وزہد میں عظیم شان ہوگی۔اس کی زندگی بھی قابلِ رشک ہوگی، اور اس کی موت بھی قابلِ رشک ہوگی۔وہ اپنے زمانے میں اہلِ علم کا سرخیل ہوگا۔

امام شافعی نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا: فقہ میں تمام ہی لوگ امام ابو حنیفہ کی عیال ہیں۔امام مالک نے آپ کی قوّتِ استدلال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: اگر وہ کسی ستون کو سونے کا کہہ دیں، تو دلیل سے اس کو ثابت کر دکھائیں گے۔علماء محققین فرماتے ہیں، فقہ کی کاشت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمائی، حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی آبیاری کی۔حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کھیتی کو کاٹا، حضرت حماد علیہ الرحمۃ نے اس کا دانہ جدا کیا، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس کو باریک پیسا، حضرت امام ابو یوسف نے اس کا آٹا گوندھا، اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس کی روٹیاں پکائیں، اور اب تمام اُمّت ان روٹیوں سے شکم سیر ہو رہی ہے۔(الدّر المختار ،مقدمۃ ، ۵۱/۱)

آپ کے زہد وعبادت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ۴۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، ور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے ربّ عزّ وجلّ کا سو بار خواب میں دیدار فرمایا،

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری بار حج میں محافظین کعبہ سے کعبہ کے اندر داخل ہوکر اندرونِ عمارت کعبہ نماز ادا کرنے کی اجازت چاہی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے، اور دوستونوں کے درمیان عالمِ شوق میں صرف داہنے پیر پر کھڑے ہوکر بایاں پیر سیدھے پیر کے اوپر رکھ لیا، یہاں تک کہ اسی حالت میں قرآن پاک نصف پڑھ لیا، پھر رکوع وسجدہ کیا دوسری رکعت میں بائیں پیر پر کھڑے ہوکر داہنا پیر اٹھا کر بائیں پیر پر رکھا، اور نصف آخر قرآن پاک ختم فرمایا، جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو بے ساختہ روتے ہوئے اپنے رب عزوجل سے مناجات کی، اور عرض کیا: اے میرے معبود! اس کمزور وضعیف بندے نے تیرا حقِ عبادت ادا نہیں کیا، لیکن تیری معرفت حاصل کرنے میں حق معرفت ادا کیا۔ پس تو اس کے حقِ عبادت کی ادائیگی میں نقصان کو اس کے کمال معرفت کے بدلے بخش دے۔ اس وقت خانۂ کعبہ کے ایک گوشہ سے یہ غیبی آواز آئی: اے ابوحنیفہ! بے شک تو نے حقِ معرفت ادا کیا، اور ہماری عبادت کی، اور بہترین عبادت کی۔ یقیناً ہم نے تیری مغفرت فرمادی۔ اور اس کی بھی جس نے تیری اتباع کی، اور جس نے تیرا مسلک اختیار کیا، یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ (الدرّ المختار، مقدمة، ۱/۵۱۔۵۲)

سیدنا امام الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات بغداد کے جیل خانے میں ہوئی جس میں آپ کو خلیفہ منصور عباسی نے اس جرم میں قید کردیا تھا کہ آپ نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کی، اور عہدۂ قضاء قبول نہ فرمایا۔ روزانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قید خانے سے باہر لایا جاتا، کوڑے لگائے جاتے، سر بازار گشت کرایا جاتا۔ ایک دن آپ کو اتنا مارا گیا کہ سر سے خون کے فوارے چھوٹ گئے، اور سخت ترین اذیت پہنچائی گئی، خوردونوش بھی بند کردیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی جو قبول ہوئی، اور اس دعا کے پانچ دن بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور کی موجودگی میں آپ کو زہر کا پیالہ پینے کے لیے دیا گیا آپ نے انکار فرمایا کہ میں اپنے نفس کو خود قتل نہ کروں گا۔ پھر زبردستی آپ کے حلق میں انڈیل دیا گیا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی موت کا یقین ہوگیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا فرمائی اور بحالتِ سجدہ آپ کا وصال ہوا۔ (الدرّ المختار، مقدمة، ۱/۶۶)

حضرت اسمٰعیل بن ابی رجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا میں نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، اور فرمایا: اگر میں تجھے عذاب دینے کا ارادہ رکھتا تو یہ علم تجھے نہ

حضرت ابوعبداللہ صُنابحی عبدالرحمٰن بن عسیلہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

(۸۶) حضرت ابوعبدالرّب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ صُنابحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دمشق پہنچے، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرض الموت نے آلیا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید بن نمران ذماری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: میں اس گھر میں تین دن سے ٹھرا ہوا ہوں، اب تم میرے لیے ایک سالم قبر تلاش کرو۔ یعنی وہ قبر ایسی زمین میں ہو، جسے پہلے کھودا نہ گیا ہو۔ گویا کہ انہوں نے کنواری زمین میں دفن ہونے کا ارادہ کیا کہ جس میں پہلے کوئی قبر نہ بنائی گئی ہو۔

(۸۷) حضرت ابوعبدالرّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: بوقتِ وفات دمشق میں حضرت ابوعبداللہ صُنابحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمارے ساتھی حضرت یزید بن نمران ذماری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مُخاطب کر کے فرمایا: اے یزید! (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اگر میں اِس گھر میں انتقال کر جاؤں، تو تم میرے لیے سالم قبر تلاش کرنا، اگر چہ مرنے کے بعد مجھے تین دن اِسی گھر میں رہنا پڑے۔

(۸۸) حضرت یزید بن نمران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ صُنابحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن سے فرمایا: اے یزید بن نمران! (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جب تک تم میرے لیے سالم قبر تلاش نہ کرلو، مجھے اِس گھر سے مت نکالنا! خواہ مجھے تین دن تک بھی اِسی مکان میں ٹھہرنا پڑ جائے۔ (۸۶)

دیتا۔ حضرت اسماعیل نے دوسرا سوال کیا کہ ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہاں ہیں؟ جواب میں فرمایا: ہم سے دو درجہ اوپر۔ پھر میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔ (الدّرّالمختار، مقدّمة، ۱/ ۵۱)

۸۶۔ آپ کا مکمل نام ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن عسیلہ الصُّنابحی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبار تابعی میں سے ہیں، اور فقیہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے وصال کے چند دن کے بعد مدینہ آئے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ عبدالملک کے زمانے تک حیات رہے۔ عبدالملک آپ کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا کرتا تھا۔ محمود بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے، اتنے میں حضرت صُنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، تو حضرت عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ

اُمَیّہ بن صلت کی وصیت

(۸۹) محمد بن اسماعیل بن طریح ثقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے، اور وہ اپنے پردادا سے نقل کرتے ہیں: میں اُمَیّہ بن صلت کی موت کے وقت اس کے پاس موجود تھا، اس پر غشی طاری تھی، جب اسے افاقہ ہوا، تو اُس نے گھر کے دروازے کی طرف سر اٹھا کر دیکھا، اور یہ اَشعار پڑھے:

یعنی: میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! مجھ میں قوت نہیں کہ میں (کسی مخلوق سے) بدلہ لے سکوں۔ اور نہ ہی میرے ساتھ کوئی دھوکہ ہوا ہے۔

پھر اس نے سَر اٹھایا، اور یہ اشعار پڑھے:

یعنی: ہر عیش خواہ ایک زمانہ تک رہے گا، بالآخر اسے تلخ ہونا ہے، حتی کہ وہ زائل ہو جائے گا۔ کاش! موت کے آنے سے پہلے میں پہاڑوں میں رہا کرتا، وہاں بکریاں چرایا کرتا۔

(۹۰) محمد بن اسماعیل بن طریح بن اسماعیل ثقفی اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے، وہ اپنے پردادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب امیہ بن ابوصلت کی موت کا وقت قریب تھا، اُس وقت میں اُس کے پاس موجود تھا۔ وہ کافی دیر تک بیہوشی کے عالَم میں رہا، پھر جب اِفاقہ ہوا، تو اس نے گھر کے دروازے کی طرف سَر اُٹھا کر یہ اَشعار پڑھے:

یعنی: میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! مجھ میں قوت نہیں کہ میں (کسی مخلوق سے) بدلہ لے سکوں۔ اور نہ ہی میرے ساتھ کوئی دھوکہ ہوا ہے کہ میں عذر بیان کروں۔

پھر دوبارہ اس پر غشی طاری ہوگئی، جب اسے ہوش آیا، تو اس نے اپنا سَر اٹھا کر گھر کے

عنہ نے فرمایا: جو کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو، گویا جسے سات آسمانوں سے اوپر اٹھالیا گیا ہو، اور اس نے جنّت، اور دوزخ کا مشاہدہ کرلیا ہو، اور وہ اسی مشاہدے کے مطابق عمل کرتا ہو، تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ (سیر أعلام النبلاء، کبار التابعین ۱۱۷۔ الصّنابحی عبدالرّحمن بن عسیلة المرادی، ۳/۵۰۵۔۵۰۶)

دروازے کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے:

یعنی: میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! میرے کُنبے میں کوئی ایسا نہیں جو مجھے پناہ دے سکے، اور نہ ہی میرا مال میرا فِدیہ بن سکتا ہے۔

یہ اشعار کہنے کے بعد وہ بیہوش ہو گیا، جب اِفاقہ ہوا، تو پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

یعنی: ہر عیش خواہ ایک زمانے تک رہے گا، بالآخر اسے تلخ ہونا ہے، حتیٰ کہ وہ زائل ہو جائے گا۔ کاش! موت آنے سے پہلے میں پہاڑوں میں رہا کرتا، اور وہاں بکریاں چرایا کرتا۔

پھر کچھ دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ (۸۷)

حضرت قاسم بن مُخَیمِرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۹۱) حضرت محمد بن عبداللہ شُعَیثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قاسم بن مُخَیمِرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موت کی دُعا مانگا کرتے تھے۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اُمّ ولد سے فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں تو موت کی دُعائیں مانگا کرتا تھا، اور اب موت آپہنچی ہے، تو یہ مجھے ناگوار لگ رہی ہے۔ (۸۸)

حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۹۲) حضرت تقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ

۸۷۔ اس کا مکمل نام امیہ بن صلت بن عبداللہ ابن ابی ربیعۃ ہے۔ اس کی کنیت ابو عثمان، یا ابو الحکم ہے۔ یہ زمانۂ جاہلیت کا شاعر ہے۔ ظہورِ اسلام سے پہلے یہ دمشق آیا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔
(مختصر تاریخ دمشق، أمية بن أبي الصّلت، ۵/۵۲)

۸۸۔ آپ کا مکمل نام ابو عروۃ قاسم بن مخیمرۃ الھمدانی الکوفی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق میں سکونت اختیار کی تھی، آپ تابعی، یا تبع تابعی میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا: میرے دسترخوان پر کبھی دو کھانے جمع نہیں ہوئے، اور نہ ہی میں نے اپنے گھر کا دروازہ کبھی بند کیا ہے۔ آپ کا وصال حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں ہوا۔ آپ کا وصال ۱۰۰ یا ۱۰۱ھ میں دمشق میں ہوا۔ (تهذيب الكمال في أسماء الرّجال، القاسم بن المخيمرة الهمداني، ۲۳/۴۴۲۔۴۴۶)

علیہ کی وفات کے وقت قریب موجود ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت دیکھ کر عرض کیا: لگتا ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لقاءِ موت سے بہت خوش ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: تم میری خوشی پر اظہارِ حیرت کر رہے ہو، میں تو اپنے خالق کی بارگاہ میں جلد حاضری چاہتا ہوں، میں اس سے بھلائی کی امید لگائے ہوئے ہوں، بالکل اسی طرح جیسا کہ مخلوق کے ساتھ رہنے کی حالت میں، میں نے اس کے خوف کو حرزِ جاں بنایا ہوا تھا۔(۸۹)

مروان بن حکم کی وصیت

(۹۳) عبدالعزیز بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میرے والد جناب مروان نے مجھے یہ وصیت کی: اللہ تعالیٰ کے دین کے داعی کو اپنے خلاف حجت مت بنا لینا، اور جب کوئی وعدہ کرو تو اُسے پورا کرنا، اگرچہ اُسے پورا کرنے کے لیے تلوار کی دھار پر چلنا پڑے۔ اور جب کوئی معاملہ آپڑے تو تم اُس کے بارے میں علماء عارفین سے اور اپنے اہلِ محبت سے مشورہ کر لینا کہ علماء کو اللہ تعالیٰ ہدایت پر رکھتا ہے، اگر وہ چاہے۔ اور تیرے اہلِ محبت تجھے اپنی طرف سے اچھی نصیحت دینے میں کچھ کمی نہیں کریں گے۔(۹۰)

۸۹۔ أدب الدنیا و الدین، الباب الثالث أدب الدین، ص:۱۱۹

حضرت بشر بن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے عظیم محدث، امام ربانی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عابدین وزاہدین میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لیے قبر کھود رکھی تھی، اور اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکمل قرآن ختم کیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ پانچ سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ دیکھ کر آخرت کی یاد آجاتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ستر سال سے زائد عمر میں ہوا۔ آپ کا وصال ۱۸۰ھ۔ میں ہوا۔(سیر أعلام النبلاء، بشر بن منصور، ۳۵۲/۷)

۹۰۔ اس کا مکمل نام مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیۃ، اس کی کنیت ابو عبدالملک ہے۔ اس کی والدہ کا نام امّ عثمان آمنہ بنت علقمہ تھا۔ ہجرت کے دو سال کے بعد اس کی ولادت ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ہجرت کے چار بعد اس کی ولادت ہوئی۔ یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار ماہ چھوٹا تھا۔ یہ بھی تابعی تھا۔ اور حضرت عثمان کا کاتب تھا۔ حضرت معاویہ کے دور میں اسے مدینہ کا حاکم بنایا گیا، حضرت معاویہ کے پوتے معاویہ بن یزید کے انتقال کے بعد مقامِ جابیۃ میں اس کی بیعت کی گئی

حضرت ورقاء بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۹۴) حضرت ابوالمنذر اسماعیل بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بوقتِ وفات حضرت ورقاء بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوئے وہ کلمۂ طیبہ، اور تکبیر پڑھ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے، لوگ آپ کے پاس آتے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کرتے، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں سلام کا جواب دیتے۔ جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! اِن لوگوں کے سلام کا جواب دینے سے میری کفایت کر! تاکہ یہ مجھے میرے ربّ کے ذکر سے غافل نہ کرسکیں۔ (۹۱)

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۹۵) افلح بن حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وصیت لکھوانی چاہی، تو کاتب سے فرمایا کہ وصیت لکھو! تو کاتب نے لکھا: یہ وہ باتیں ہیں جن کی قاسم بن محمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے وصیت کی ہے: وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ

ضحاک بن قیس دمشق کے حاکم بن گئے تھے اور انہوں نے وہاں حضرت عبداللہ بن زبیر کے لیے بیعت لے لی تھی۔ پھر انہوں نے خود اپنے لیے بیعت لی۔ مروان نے مرج راہط میں ضحاک پر حملہ کیا اور ان کو قتل کردیا، اور دمشق پر غلبہ حاصل کرلیا۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۶۵ ھ۔ رمضان میں اس کا انتقال ہوا، اس نے ۹ ماہ حکومت کی۔ (تهذيب الكمال في أسماء الرّجال ـ مروان بن جناح الأموي، ۲۷/۳۸۷-۳۸۸)

۹۱۔ آپ کا مکمل نام ورقاء بن عمر بن کلیب الیشکری ہے، آپ کی کنیت ابوالبشر ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عابد وزاہد، اور علم حدیث میں ثقہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن میں سکونت اختیار لی تھی، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصلی وطن خوارزم تھا۔ امام ابوداؤد طیالسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم پر حضرت ورقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت لازم ہے کہ ان کے بعد، ان کی مثل متقی اور پرہیزگار آدمی نہیں ملے گا۔ (تهذيب الكمال في أسماء الرّجال: ۲/۴۳۸)

تعالیٰ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔ اور اِس دن کے آنے سے قبل اگر ہم نے یہ شہادت نہ دی ہوتی، تو ہم سیاہ بخت ہو جاتے۔ (۹۲)

حضرت امام اَوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیّت

(۹۶) حضرت عباس بن ولید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والدِ گرامی نے بتایا کہ میں نے حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص اپنی وصیت کیسے لکھے؟ ارشاد فرمایا: وہ یوں وصیت لکھے: ''بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم'' یہ وہ باتیں ہیں جنکی وصیت فلاں بن فلاں نے کی ہے، وہ گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

۹۲۔ الطّبقات الکبریٰ، الطّبقة الثانیة من اهلِ المدینة من التّابعین ۷۳۸۔ عبداللّٰه بن محمّد، ۱۴۸/۵

آپ کا مکمل نام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق بن عثمان ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ کی والدہ کا نام سَودَہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی تربیت پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ آپ نمازِ فجر کے لیے جلدی مسجد آجاتے، اور دو رکعت ادا کرتے، پھر لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسائل کا حل دریافت فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی تھے، زبردست عالم تھے اور امام فی الحدیث تھے۔ آپ انتہائی متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کے بعد اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے، اور آخرت کا تذکرہ کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آدمی کے بغیر علم کے بات کرنے سے بہتر یہ ہے کہ آدمی فرض علوم کے علاوہ دیگر امور سے جاہل رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی چلی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیّت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے ان کپڑوں میں کفنانا جنہیں پہن کر میں نماز پڑھتا تھا یعنی: چادر، قمیص، اور تہبند میں کفنانا! آپ کے بیٹے نے عرض کیا: آپ دو کپڑے نہیں چاہتے۔ فرمایا: بیٹے! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا اور مرنے والے شخص سے زندہ آدمی نئے کپڑے پہننے کا زیادہ حقدار ہے۔ آپ کا وصال مقامِ قدید میں ہوا۔ اور آپ کو مشلّل میں دفنایا گیا۔ آپ کا وصال ۱۰۸ھ۔ میں ہوا۔ (الطّبقات الکبریٰ، الطّبقة الثّانیة من اهلِ المدینة من التّابعین ۷۳۸۔ عبداللّٰه بن محمّد، ۱۴۲/۵۔ ۱۴۸)

مستحقِ عبادت نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور جنّت حق ہے، دوزخ حق ہے۔ اور قیامت کے آنے میں کچھ شبہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ مُردوں کو قبروں سے اٹھائے گا۔ وہ اِن عقائد پر زندہ ہے، اور انہیں پر مرے گا، اور انہی پر اٹھایا جائے گا۔ ان شاء اللہ عزّ وجل۔ اور یہ بھی وصیت کردے کہ میں نے جو دیگر وصیتیں کی ہیں، اگر مجھے اُن میں کچھ تبدیلی کرنے کا خیال ہوا، تو میں اُسے تبدیل کردوں گا، پھر موصی جو چاہے وصیت کرے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: حضرت حسّان نے وصیت کی، اور اس میں یہ لکھا: میری یہ وصیت اللہ عزّ وجل کی اطاعت کے لیے ہے۔ اور فلاں شخص اس وصیت کو نافذ کروائے گا۔ (۹۳)

۹۳۔ امام اوزاعی کا نام عبد العزیز تھا، پھر خود انہوں نے اپنا نام تبدیل کر کے عبد الرحمٰن رکھا۔ آپ تبع تابعین میں سے ہیں، آپ کی ولادت ۸۸ھ۔ میں بعلبکّ میں ہوئی۔ اور آپ کا شمار علماء عابدین وزاہدین میں ہوتا ہے، آپ کا نام علمِ حدیث میں حُجّت مانا جاتا ہے، آپ شام میں مرجع خلائق تھے، آپ نے امام مالک کے مذہب کو اختیار کیا تھا اس سے قبل اہلِ شام اور اہلِ مغرب آپ کے مذہب کے مطابق عمل کرتے تھے۔ اوّلاً آپ کی رہائش باب الفرادیس کے باہر دمشق میں تھی، پھر آپ بیروت تشریف لے گئے، امام اوزاعی کی جلالتِ علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ستّر ہزار مسائل کے جوابات دیے، اور بعض کے مطابق آپ نے اسّی ہزار فتاویٰ کے جوابات دیے۔ اور آپ کا وصال ۱۵۷ھ۔ میں بیروت کے ایک حمام میں ہوا، آپ حمام لینے کے لیے اندر داخل ہوئے، اور کچھ دیر کے بعد کوئی دوسرا شخص داخل ہوا، تو دیکھا کہ آپ قبلہ کی منہ کیے سیدھی کروٹ پر لیٹے ہیں، اور آپ کی روح جسمِ مبارک سے نکل چکی ہے۔ (تھذیب الاسماء واللغات: باب عبد الرحمن ۲۹۸-۲۹۹/۱،)

حضرت حسّان بن ثابت کا مکمل نام حسّان بن ثابت بن منذر بن حرام ہے۔ آپ کی کنیت ابو الولید ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے شاعر تھے، رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے مسجدِ نبوی میں آپ کے لیے منبر لگایا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کے ساتھ ان کی تائید فرماتا ہے۔ آپ کافر شاعروں کا جواب دیتے ہوئے حضور ﷺ کی حمایت اور تائید کرتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ کہتے ہیں: حضرت حسّان کو دیگر شعراء سے تین چیزوں کی بناء پر فضیلت حاصل ہے، آپ زمانۂ جاہلیّت میں انصار کے شاعر تھے، ایامِ نبوّت میں نبی پاک ﷺ کے شاعر تھے، اور زمانۂ اسلام میں پورے یمن

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت

(۹۷) حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ میں نے یہ دیکھ کر دریافت کیا: اے ابوعمران! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: میں آنسو کیوں نہ بہاؤں کہ میں اپنے ربّ کے فرشتوں کا انتظار کر رہا ہوں، اور مجھے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری سناتے ہیں، یا جہنم کی وعید۔ (۹۴)

کے شاعر تھے۔ ۳۹ھ۔ میں حضرت علی کے دورِ خلافت میں ۱۲۰ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ نے ۶۰ سال جاہلیت میں، اور ۶۰ سال اسلام میں گزارے۔ آپ، اور آپ کے والد، اور آپ کے دادا، اور پردادا اسن نے ۱۲۰ سال عمر پائی، آپ کے ماسوا عرب میں کوئی اس حوالے سے معروف نہیں جن کے آباء واجداد میں سے چار افراد کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی ہو۔ (أسد الغابة، ۱۱۵۳۔حسان بن ثابت، ۲/۲)

۹۴۔ وفيات الأعيان، إبراهيم النّخعي: ۱/۲۵

آپ کا مکمل نام ابراہیم بن یزید بن اسود نخعی ہے۔ آپ کی کنیت ابوعمران اور ابوعمارۃ ہے۔ آپ عظیم الشان تابعی ہیں، فقیہ ہیں، علماء مشاہیر میں سے ہیں، آپ کی والدہ کا نام ملیکۃ بنت یزید تھا جو کہ اسود بن یزید کی بہن تھیں، اسود بن یزید نخعی آپ کے ماموں تھے۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا دیدار کیا ہے۔ لیکن آپ نے کسی صحابی سے کوئی روایت بیان نہیں کی۔ آپ حضرت عبداللہ بن مسعود کے علم کے عالم تھے۔ آپ اہلِ کوفہ کے مفتی تھے۔ امام شعبی، حضرت ابراہیم اور حضرت ابوالضحیٰ مذاکرۂ حدیث کے لیے مسجد میں جمع ہوتے، جب ان کے پاس کوئی ایسی شے آتی جس کے بارے میں ان کے پاس کوئی روایت نہیں ہوتی، وہ کن انکھیوں سے حضرت ابراہیم کو دیکھا کرتے۔ اس سے علم حدیث میں آپ کا مقام معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ آپ نے کبھی کوئی حدیث نہیں لکھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے: جو شخص کوئی شے لکھتا ہے تو پھر وہ اس لکھے ہوئے پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم مجھ سے فتویٰ مانگتے ہو حالانکہ حضرت ابراہیم تمہارے درمیان موجود ہیں۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے۔ جب حضرت ابراہیم کی تدفین ہوگئی، تو امام شعبی نے شعیب بن حجاب سے دریافت کیا تم نے حضرت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا

(۹۸) حضرت جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت بُنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا: ایک نوجوان گناہوں میں مبتلا رہا کرتا تھا، اس کی ماں اسے سمجھاتی رہتی، اور کہتی: اے میرے بیٹے! بلاشبہ تجھ پر ایک عظیم دن آنے والا ہے، اُس دن کو فراموش مت کر! اے میرے لال! یقیناً تجھ پر ایک عظیم دن آنے والا ہے، تو اپنے اس دن کو یاد رکھ! جب امرِ الٰہی یعنی موت آ پہنچی تو اُس کی ماں اُس کی حالت دیکھ کر رو پڑی، اور کہنے لگی: اے میرے لال! میں موت کے ہاتھوں ملنے والی اِسی پچھاڑ کو یاد رکھنے کا کہا کرتی تھی۔ میں تجھ سے کہتی رہی کہ تجھ پر ایک عظیم دن آنے والا ہے، تو اپنے اُس دن کو یاد رکھ! ماں کی یہ حالت دیکھ کر وہ نوجوان بولا: اے ماں! میرا رب عزّ وجل بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آج اپنی مہربانی سے وہ مجھے محروم نہ کرتے ہوئے میری بخشش فرمادے گا۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ حکایت بیان کرکے کہتے ہیں کہ اس نوجوان کا نزع کی حالت میں اپنے ربّ عزّ وجل سے کیا ہی اچھا گمان قائم تھا۔

حضرت ملک الموت علیہ السّلام روح قبض کرتے وقت جو باتیں ارشاد فرماتے ہیں، ان کا بیان

(۹۹) حضرت حارِث بن خزرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ گرامی کے حوالے سے بیان

ابراہیم کو دفن کردیا؟ میں نے کہا: ہاں! امام شعبی نے یہ سن کر فرمایا: اب ان سے بڑھ کر کوئی عالم اور فقیہ باقی نہیں رہا۔ میں نے کہا: امام حسن اور امام بصری بھی ان کے ہم پلّہ نہیں؟ آپ نے کہا: نہ تو امام حسن، نہ امام ابن سیرین، نہ تو اہلِ کوفہ میں سے اور نہ ہی اہلِ بصرہ میں سے، اور نہ ہی اہلِ حجاز میں سے کوئی آپ کا ہم پلّہ تھا۔ آپ کا وصال ولید بن عبدالملک کے دور میں ۹۶ھ۔ یا ۹۵ھ۔ میں ۴۹ کی عمر میں ہوا۔ (وفیات الأعیان، إبراهیم النّخعی: ۱/۲۵) (تهذیب الکمال فی أسماء الرّجال، إبراهیم بن یزید بن شریك، ۲/۲۳۳۔۲۴۱) (سیر أعلام النّبلاء، ۲۱۳۰ ۔ إبراهیم النّخعی، ۴/۵۲۰۔۵۳۰)

کرتے ہیں. کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ملکُ الموت علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا محمد ﷺ جان لیجیے کہ میں ابنِ آدم کی روح قبض کرتا ہوں۔ پھر جب کوئی شخص میت کے گھر میں چیخ و پکار کرتا ہے، تو میں گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں، اور میت کی روح میرے ساتھ ہوتی ہے، پھر میں کہتا ہوں: یہ چیخنا چلانا کیسا ہے؟ خدا عزّ وجلّ کی قسم! ہم نے اس پر کچھ ظلم نہیں کیا، اور نہ اس کی زندگی ختم ہونے سے پہلے اسکی روح قبض کی ہے، اور نہ ہم نے اس کی تقدیر پر کچھ جلدی کی ہے، اور اس کی روح قبض کرنے سے ہم پر کچھ گناہ لازم نہیں۔ تو اگر تم اللہ تعالیٰ کے اِس فعل پر راضی رہو گے، تو تمہیں اجر ملے گا، اور صبر ملے گا۔ اور اگر جزع وفزع سے کام لو گے، اور غیظ وغضب کا مظاہرہ کرو گے، تو گناہ کا بار اٹھاؤ گے، گناہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اور ہمیں ملامت کرنے کا تمہیں کچھ حق نہیں ہے۔ اور ہمیں تو تمہارے پاس بار بار آنا ہے۔ تو تم ڈرتے رہو ڈرتے رہو! خدا عزّ وجلّ کی قسم! اے محمد! ﷺ بال، اور اُون کے بنے گھر میں رہنے والے، ہموار زمین، اور پہاڑ پر رہنے والے، خشکی، وتری میں رہنے والے افراد میں سے کوئی ایسا نہیں جس سے ہر دن ورات میں، میں پانچ بار مصافَحہ نہ کرتا ہوں، حتیٰ کہ میں اُن کے چھوٹے بڑوں کو خود اُن سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ خدا عزّ وجلّ کی قسم! اگر میں ازخود کسی مچھر کی روح قبض کرنا چاہوں، تو مجھے اِس کی قدرت نہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ اُس کی روح قبض کرنے کا حکم نہ فرمائے۔ (۹۵)

۹۵۔ مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب فی موت المؤمن وغیرہ، ۲/۳۲۶

ماخذ ومراجع

(۱) أسد الغابة فی معرفة الصّحابة ،للعلامة أبیٔ الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی الجزری، عزّ الدّین ابن الأثیر المتوفی: ٦٣٠ ھـ ،بتحقیق: علی محمد معوض، عادل أحمد عبد الموجود ،النّاشر:دار الکتب العلمیة الطبعة الأولی :١٤١٥ھـ ١٩٩٤ـم

(۲) الإصابة فی تمییز الصّحابة للعلّامة .أبی الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی المتوفی :٨٥٢ھ بتحقیق : عادل أحمد عبد الموجود وعلی محمد معوض ،الناشر :دار الکتب العلمیة ، بیروت ،الطبعة الأولی :١٤١٥ھ

(۳) تاریخ الخلفاء لعبد الرحمن بن أبی بکر جلال الدّین السّیوطی المتوفی :٩١١ ھ بتحقیق حمدی الدمرداش ،الناشر:مکتبة النّزّار مصطفی الباز ،الطبعة الاولیٰ ١٤٢٥ھـ ٢٠٠٤م

(٤) تاریخ دمشق لابن عساکرلأبی القاسم علی بن الحسن بن هبة اللّٰه المعروف بابن عساکر المتوفی :٥٧١ ھـ بتحقیق:عمرو بن غرامة العمروی،الناشر: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع ،عام النشر:١٤١٥ھ،١٩٩٥ـم

(٥) تهذیب الکمال فی أسماء الرّجال، لیوسف بن عبد الرحمن نن یوسف، أبی الحجاج، جمال الدین ابن الزکی أبی محمد القضاعی الکلبی المزی المتوفی :٧٤٢ھـ بتحقیق: د بشار عواد معروف ،الناشر:مؤسسة الرسالة ، بیروت ،الطبعة الأولی ـ١٩٨٠،١٤٠٠ھ

(٦) تهذیب التّهذیب لأبی الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی المتوفی :٨٥٢ھـ، الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامیة، الهند ،الطبعة الأولی :١٣٢٦ھ

(۷) تهذیب الأسماء واللّغات للأمام ابی زکریا محیی الدّین یحییٰ بن شرف النّووی المتوفی ٦٧٦ھ،دار الکتب العلمیّة ،بیروت

(۸) الثقات:لمحمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ التمیمی أبی حاتم الدارمی البُستی المتوفی :٣٥٤ھ بتحقیق: الدکتور محمد عبد المعید خان مدیر دائرة المعارف العثمانیة ،الناشر:دائرة المعارف العثمانیة بحیدر اباد ، الدکن ،

الهند،الطبعة الأولى:١٣٩٣هـ،١٩٧٣م

(٩) الخيرات الحسان للأمام شهاب الدين أحمد بن حجر الهيتمي المكّي المتوفى٩٧٣هـ ،الناشر:دار الكتب العلميّة ،بيروت ،سنّ الطبع :١٩٨٣ م

(١٠) الدّرّ المنثور لعبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدّين السّيوطي المتوفى :٩١١ هـ الناشر:دار الفكر، بيروت

(١١) الدّرّ المختار للعلامة علاء الدّين محمد بن على الحصكفي المتوفى :١٠٨٨هـ الناشر:دار الكتب العلميّة، بيروت،الطبعة الثانية:١٤١٢هـ ،١٩٩٢م۔

(١٢) سنن ابن ماجة للامام أبي عبدالله محمد بن يزيد القزويني المتوفى ٢٥٧هـ بتحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر:دار أحياء الكتب العربيّة ،بيروت

(١٣) سير اعلام النّبلاء لشمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي المتوفى :٧٤٨هـ بتحقيق: مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط،الناشر:مؤسسة الرسالة ،الطبعة الثالثة :١٤٠٥هـ ١٩٨٥م

(١٤) صحيح البخاري للأمام ابي عبدالله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم البخاري المتوفى ٢٥٦ هـ، بتحقيق :محمد زهير بن ناصر النّاصر ،الناشر:دارطوق النّجاة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ

(١٥) صحيح مسلم للأمام أبي الحسين مسلم بن الحجّاج القشيري النّيسابوري المتوفى ٢٦١هـ،بتحقيق محمد فؤاد عبدالباقي ، الناشر :دار أحياء التّراث العربيّ، بيروت

(١٦) الطبقات الكبرى القسم المتمم لتابعي أهل المدينة ومن بعدهم :للأمام أبي عبد اللّه محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء البصري، البغدادي المعروف بابن سعد المتوفى :٢٣٠هـ، بتحقيق :زياد محمد منصور ،الناشر: مكتبة العلوم والحكم -المدينة المنورة ،الطبعة الثانية :١٤٠٨هـ

(١٧) كشف الأستار عن زوائد البزار للأمام نور الدين على بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي المتوفى :٨٠٧ هـ بتحقيق:حبيب الرحمن الأعظمي ،الناشر:مؤسسة الرسالة ، بيروت ،الطبعة الأولى :١٣٩٩هـ ١٩٧٩م

(١٨) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال للأمام علاء الدين على بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي المتوفى:٩٧٥هـ بتحقيق : بكري حياني ،صفوة السقا ،

الناشر:مؤسسة الرسالة ،الطبعة الخامسة:١٤٠١هـ،١٩٨١م

(١٩) مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد للأمام أبي الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي المتوفى :٨٠٧ هـ-بتحقيق:حسام الدين القدسي،الناشر:مكتبة القدسي، القاهرة ،عام النشر:١٤١٤هـ-١٩٩٤م

(٢٠) مدارك التنزيل وحقائق التأويل ،للأمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي المتوفى: ٧١٠ هـ-بتحقيق يوسف علي بديوي،الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت ،الطبعة الأولى:١٤١٩هـ،١٩٩٨-م

(٢١) معرفة الصّحابة لأبي نعيم،للأمام أبي نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني المتوفى: ٤٣٠ هـ:بتحقيق : عادل بن يوسف العزازي ،الناشر:دار الوطن للنشر، الرياض،الطبعة الأولى:١٤١٩هـ، ١٩٩٨-م

(٢٢) مختصر تاريخ دمشق للأمام محمد بن مكرم بن علي أبي الفضل، جمال الدين ابن منظور الانصاري الرويفعي الإفريقي المتوفى : ٧١١ هـ-بتحقيق: روحية النحاس، رياض عبد الحميد مراد، محمد مطيع ،الناشر:دار الفكر للطباعة والتوزيع والنشر، دمشق -سوريا،الطبعة الأولى:١٤٠٢هـ،١٩٨٤-م

(٢٣) مسند الإمام أحمد بن حنبل لأبي عبد اللّه أحمد بن محمّد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني المتوفى :٢٤١ هـ-بتحقيق شعيب الأرنؤوط،عادل مرشد، وآخرون،الناشر :مؤسسة الرسالة ،الطّبعةالأولى :١٤٢١هـ- ٢٠٠١م

(٢٤) وفيات الأعيان وانباء ابناء الزّمان لأبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي المتوفى :٦٨١ هـ-بتحقيق :إحسان عباس ،الناشر: دار صادر ، بيروت

(٢٥) الوافي بالوفيات،للأمام صلاح الدّين خليل بن أيبك بن عبدالله الصّفدي المتوفى:٧٦٤ هـ-،بتحقيق :احمد الارنؤوط ،تركي مصطفى ،دار أحياء التّراث، عام النّشر ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠م

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح ورات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا